مولینا ارشاد حسین مجددی رامپوری

قدس سرہٗ

حیات — خدمات — نظریات — تعلیمات

تصنیف

فقیر نوری سید شاہد علی رضوی رامپوری

خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ جمالیہ

لال مسجد رامپور شریف

بالطاف غفور

۱۴۰۹ھ

حضرت علامہ مفتی محمد ارشاد حسین مجددی رامپوری قدس سرہ

حیات خدمات نظریات و تعلیمات

تالیف

فقیر نوری سید شاہد علی رضوی جمالی غفرلہ

شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ

گنج قدیم رامپور شریف

ناشر

خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ جمالیہ

لال مسجد۔ رام پور شریف ۲۴۴۹۰۱

یو۔پی ۔۔۔ انڈیا

سلسلۂ اشاعت ۱۰۱

کتاب	مولانا ارشاد حسین مجددی رامپوری قدس سرہ حیات خدمات نظریات و تعلیمات
تالیف	فقیر نوری سید شاہد علی رضوی جمالی غفرلہ
حرف آغاز	محقق عصر علامہ محمد احمد مصباحی۔ استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
حرف عقیدت	مفکر اسلام مولانا محمد نور الدین نظامی۔ پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور
کتابت	محمد شرافت اللہ قادری رامپوری
پروف ریڈنگ	مولانا محمد فاروق رضا ناظم تعلیمات جامعہ
اشاعت اول	صفر المظفر ۱۴۱۰ھ / ستمبر ۱۹۸۹ء
مطبع	جمال پریس، گوئیا تالاب۔ رام پور۔ فون نمبر ۵۱۴۷
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	

تقسیم کار

قادری اکیڈمی۔ شتر خانہ۔ رامپور۔ یوپی۔ انڈیا

فہرست کتاب

مولانا ارشاد حسین مجددی کا

شجرۂ نسب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

حضرت خواجہ محمد یحییٰ ← حضرت شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ

حضرت شیخ درویش احمد ← حضرت شاہ کمال الدین

حضرت شیخ فیض احمد ← حضرت غلام محی الدین

حضرت مولانا حکیم احمد حسین رامپوری

تاج المحدثین شیخ العلماء الراسخین، سراج الفقہاء حضرت مولانا

مفتی محمد ارشاد حسین فاروقی مجددی احمدی رامپوری

علیہم الرحمۃ والرضوان

شجرۂ طیّبہ

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

خداوندا بحق شاہ[1] خاتم — ابوبکر[2] و بہ سلمان[3] و بہ قاسم[4]

بحق جعفر[5] صادق معظم — بحق بایزید[6] حق مکرم

بخواجہ بوالحسن[7] ہم بوعلی[8] پیر — ابو یوسف[9] و عبدالخالق[10] میر

بعارف[11] ہم بہ محمود[12] و عزیزاں[13] — بہ خواجہ بابا سماسی[14] عزیزاں

بہ سید میر[15] و خواجہ نقشبنداں[16] — بہ عطار علاء الدین[17] دوراں

بہ یعقوب[18] و عبید اللہ[19] احرار — محمد زاہد[20] و درویش[21] مختار

بحق خواجگی[22] امکنگی ارشد — بخواجہ باقی[23] باللہ اوحد

بحق آں مجدد[24] شاہ احمد — بہ معصوم[25] و بہ سیف الدین[26] امجد

باں نور محمد[27] گوہر اللہ — بہ مظہر[28] جان جاناں مظہر اللہ

بہ عبد اللہ[29] و شاہ بوسعید[30] آں — بہ شاہ احمد سعید[31] قطب یزداں

بہ ارشاد حسین[32] آں غوث عالم

نگاہے بر فقیر بوذکا ہم

محققِ عصر علامہ محمد احمد مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
رکن المجمع الاسلامی
مبارک پور۔ اعظم گڑھ
یو۔ پی

حرفِ آغاز

باسمہٖ وحمدہٖ تعالیٰ وبالصلوٰۃ نبیہٖ وجنودہٖ

زیرِ نظر کتاب اُس جلیل القدر شخصیت سے متعلق ہے جو تیرھویں صدی کی آخری دہائیوں اور چودھویں صدی کی پہلی دہائی میں رام پور کی دینی وعلمی فضا پر پورے طور سے چھائی رہی۔ بزمِ شریعت و معرفت ہو یا مجلسِ وعظ و خطابت، حلقۂ درس و تدریس ہو یا میدانِ تبلیغ و اشاعت ہر جگہ مولانا ارشاد حسین رام پوری علیہ الرحمہ کی ذاتِ گرامی فیض بار نظر آتی ہے۔

دورِ ماضی کی یہ تابناک شخصیتیں امتدادِ زمانہ کی تہوں میں دبتی جا رہی ہیں اور ابنائے عصر کی تغافل کیشیاں اس پر مستزاد ہیں — جبکہ عہدِ حاضر کی بڑھتی ہوئی ظلمتیں دور کرنے کے لیے اُن ہی قندیلوں کی ضرورت ہے جن سے کل اِن فضاؤں میں ہمہ گیر اُجالا تھا — وہ نہیں مگر اُن کی زندگیوں کے تابندہ نقوش، اُن کے علم و فضل، اُن کے اخلاق و محاسن اور اُن کی تعلیمات و ہدایات آج بھی منارۂ رُشد و ہدایت کا کام سر انجام دے سکتی ہیں لیکن انھیں بوسیدہ اوراق، منتشر صفحات، اور عصرِ پارینہ کی آغوش سے نکال کر نئی جلوہ گاہوں میں ضیا باری کا موقع فراہم کرنا ہوگا — اس کے لیے محنت و کاوش، تلاش و جستجو، بحث و تحقیق، تحریر و ترتیب اور نشر و اشاعت کے صبر آزما مراحل کا سامنا کرنا ہوگا جس کے جذبات ایک زندہ قوم میں بیدار رہنا حیاتِ ملّی کی بقا کے لیے از حد

ضروری ہے —

اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

میں اس اظہار میں بے پناہ مسرت محسوس کرتا ہوں کہ حضرت مولانا سید شاہد علی رضوی مہتمم و شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رام پور کو قدرت کی فیاضیوں نے ایسے پاکیزہ جذبات کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے ——— وہ ایک عظیم ادارہ کے اہتمام و انتظام، تدریس و تعلیم اور تقریر و تبلیغ کی مشقت خیز مصروفیات کے باوجود اسلاف کے احوال و سوانح سے گہرا شغف اور تصنیف و اشاعت کا کافی شوق رکھتے ہیں خصوصاً علمائے رام پور کے حالات و آثار کی جستجو ان کا محبوب مشغلہ ہے ——— ان ہی جذبات کا ایک نمونہ پیشِ نظر کتاب بھی ہے جس کی قدر شناسی، عزت افزائی، اور مصنف کے لیے مزید خدمات کے مواقع کی فراہمی قوم کی ملی و اخلاقی ذمہ داری ہے — مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب دینی و علمی حلقوں میں اپنا متوقع مقام اور خاطر خواہ پذیرائی بہت جلد حاصل کرلے گی اور مصنف کے اگلے کاموں میں قوت و توانائی اور حوصلہ افزائی کا سامان فراہم کرے گی ——— واللہ المستعان بنعمتہ تتم الصالحات

۲۰ محرم ۱۴۱۰ھ چہار شنبہ — محمد احمد مصباحی رکن المجمع الاسلامی مبارکپور
۲۳ اگست ۱۹۸۹ء — استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

ل

۷۸۶ / ۹۲

مفکرِ اسلام مولانا محمد نورالدین نظامی
پرنسپل مدرسہ عالیہ
رام پور۔ یوپی

حرفِ عقیدت

رام پور ہمیشہ سے علم و فن کا گہوارہ تسلیم کیا گیا ہے۔ خاص طور پر علماء، مشائخ، ادباء، شعراء، صوفیاء، حکماء اور فقہائے اسلام کو ایک خاص امتیاز حاصل رہا ہے۔ انھیں نابغۂ روزگار اکابرین میں حضرت علامہ مفتی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کی ذاتِ گرامی بھی ہے۔

اکثر انصاف پسند محققین کی رائے یہ ہے کہ قیامِ ریاست کے بعد سے اب تک جو علمی بالادستی حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی علیہ الرحمۃ والرضوان کو حاصل رہی ہے وہ کسی دوسرے صاحبِ کمال کے حصے میں نہیں آئی۔ معلوم نہیں وہ کون سے اسباب و علل تھے کہ جن کی وجہ سے اب تک ایسی باعظمت شخصیت کے تفصیلی گوشہائے حیات اور سرمدی افکار و نظریات پردۂ خفا میں رہے۔ ویسے تو تذکرۂ کاملانِ رام پور میں جناب حافظ احمد علی خاں صاحب شوق رام پوری نے مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی انفرادیت ظاہر کی ہے۔ لیکن بہرحال وہ کاملین میں ایک کامل کا تذکرہ ہے۔

میں فاضل نوجوان حضرت مولانا سید شاہد علی صاحب رضوی کو قابلِ تحسین سمجھتا ہوں کہ انھوں نے ہند و پاک کے مشاہیر کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے تقریباً دو صدی کی مسلم الثبوت شخصیت یعنی صرف حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کی حیاتِ طیبہ کا ایک نادر تحقیقی دستاویز پیش کر کے ان کی زندگی کے کامل ترین ابواب سے عوام و خواص کو روشناس کرایا۔ مجھے احساس ہے کہ موصوف

کی اس کاوش، کو اگلے وقتوں میں تحقیقی شاہ کا پیش کرنے والے حضرات بطورِ حوالہ استعمال کریں گے۔ اور یہی اس کتاب کی مقبولیت کا اعلیٰ ترین معیار ہوگا۔

حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کی ولادت، درس و تدریس، بیعت و خلافت اور فتویٰ نویسی سے لے کر سانحۂ ارتحال تک ہر شعبۂ حیات کے تذکرہ کے سلسلہ میں مولانا رضوی نے ان کے معاصرین اور متاخرین کے مستند اقوال پیش کرتے ہوئے حوالجات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ جو بہرحال انتہائی دیدہ ریزی کا کام ہے اور علمی دیانت داری کا بین ثبوت۔

کتاب کا مسودہ میرے سامنے ہے اور جستہ جستہ مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کتاب میں مندرجہ ذیل امور کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۱) مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کے فتاویٰ کی روشنی میں ان کے مسلک کی وضاحت۔

(۲) مولانا کا جذبۂ احقاقِ حق

(۳) مذہب اہلِ سنت کی بھرپور ترجمانی۔

(۴) مولانا مجددی کی بارگاہ میں جلیل القدر اور محتاط مفکرین کے نذرانہ ہائے عقیدت۔

مذہبِ اہلِ سنت کے چار مسالک متعارف ہیں۔ حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی۔ ہندوستان میں اکثریت احناف کی ہے اور حنفی مسلک کے مقلدین متعدد طبقات میں بٹے ہوئے ہیں۔ لیکن مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی خالص حنفی مسلک کے حامل تھے۔ اور احناف کے ہی معتقدات کی روشنی میں فتاویٰ صادر فرماتے تھے۔ باوجودیکہ مولانا کو ان کی حیات میں ہی اکابرین علماء نے انھیں علم و فضل کا کوہِ گراں تسلیم کیا، لیکن انھوں نے کسی نئے فرقے یا ازم کی داغ بیل نہیں ڈالی بلکہ بعض باطل فرقوں کا انھوں نے کھلے طور پر رد کر کے اپنے قدیم مسلک کی وضاحت کی ہے۔

مولانا نے امتناعِ کذبِ باری، وضعیت تقرنی، معراجِ جسمانی، قراءت

خلفِ امام کا عدمِ جواز، ذکرِ ولادت، فاتحہ اور صلوٰۃ و سلام وغیرہ مسائل پر بھی جمہور کی اتباع میں فتاوی تحریر فرمائے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ دورِ حاضر میں اِس طرح کے مسائل پر جب کبھی تائیدی نوٹ یا مضامین لکھے جاتے ہیں تو سطحی ذہن رکھنے والے تنگ نظر افراد اور اندھی تقلید کے خوگر بڑی آسانی سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ "بریلویوں کی باتیں ہیں" جب کہ مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کو کسی نے بریلوی نہیں کہا ہے۔ پھر یہ کہ کسی ذات یا شہر یا قریہ سے مسلک کا انتساب مناسب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام کو "محمدی مذہب"، یا مسلمان کو "محمڈن" کہنا جہالت ہے۔ اگر ایسا ہو تو دنیا کی ہر مقتدر اور مشہور شخصیت سے ایک الگ مسلک منسوب ہوگا۔ اور لاکھوں مسالک عالمِ وجود میں آجائیں گے۔

احناف کا مذہب صرف مذہب اہلِ سنت ہے، اور اہلِ سنت وجماعت کے معتقدات کے خلاف اگر کسی کے قلم میں کجروی پیدا ہوئی تو علماءِ حق نے مصلحت اندیشی، مداہنت اور صلحِ کلیت کے نفع بخش نتائج کو بالائے طاق رکھتے ہوئے زبان و قلم سے بھرپور احتجاج کیا۔ اور آئین کی پاسداری کرتے ہوئے شرعی احکامات صادر کیے۔ اور جب ناموسِ رسالت علیہ التحیۃ والثناء کو ہدف بنایا گیا تو عرب و عجم کے علماءِ حق کفن بردوش نظر آئے۔ نتیجہ کے طور پر بہت سے تائب ہوئے اور کچھ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور انھوں نے علماءِ حق سے متصادم ہوکر اپنی اپنی ٹولیاں بنالیں۔ اور یہیں سے علماءِ حق اور علماءِ سوء کے درمیان خلیج حائل ہوگئی۔ یہ علماءِ حق چاہے رام پور اور بریلی کے ہوں یا بدایوں اور شاہجہانپور کے۔ یوپی کے ہوں یا بہار کے یا بنگال اور اڑیسہ کے سبھی مذہب اہلِ سنت کے پیرو کار اور علمبردار ہیں۔ ان میں سے نہ تو کسی کو بہاری مسلک کا کہا جائے گا اور نہ بنگالی مسلک کا۔

حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی حنفی اور رام پوری تھے۔ رام پور جہاں شعر وسخن کے اعتبار سے دلی اور لکھنؤ سے الگ ایک مکتبۂ فکر رکھتا ہے اسی طرح دینی شعور و آگہی کا بھی ایک الگ معیار رکھتا ہے۔ اور وہ معیار سوائے مذہب اہلِ سنت

کے اور کچھ نہیں۔ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی بھی علماءِ رام پور کے قدیم مسلک کے علمبردار تھے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی کی ولادت سے بہت پہلے امام الاتقیاء حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کی ولادت ہو چکی تھی اور مولانا بذاتِ خود شہرت و عظمت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ اس لیے انھیں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کا پیرو کار نہیں کہا جا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ قدیم علماء رام پور اور علماءِ بریلی کے معتقدات میں کافی حد تک ہم آہنگی ہے۔ اور دونوں حنفی مسلک کی ترویج و اشاعت میں کوشاں ہیں۔

حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتمانِ حقیقت کو ہمیشہ معیوب سمجھا۔ یہاں تک کہ والیٔ رام پور نواب کلب علی خاں بہادر مرحوم بھی مولانا کی اس ادا کے دلدادہ تھے۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بہت اہم ہے کہ جب حضرت سے شیعہ سنی نکاح کے سلسلہ میں فتویٰ طلب کیا گیا تو انھوں نے اپنے ایک شاگرد سے یہ جواب لکھوا دیا کہ "حنفیہ کے نزدیک درست نہیں"۔ اس جواب سے شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ شر پسندوں اور بعض بااثروں کی ٹیم نے نواب کلب علی خاں مرحوم کو مولانا کے خلاف برافروختہ ہونے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن نواب صاحب پر کوئی خاص اثر نہ ہوا، البتہ انھوں نے بطورِ مصلحت اندیشی صرف یہ فرمایا کہ "ایسے مسائل کے جواب میں تامّل سے کام لینا چاہیے"۔ یہ سن کر مولانا نے برجستہ فرمایا کہ "جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے۔ اور اس کا چھپانا ممنوع شرعی ہے۔ امورِ شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں"۔

قربان جائیے اس جذبۂ احقاقِ حق پر کہ ایک طرف عمائدینِ مملکت، دوسری طرف کار پردازانِ ریاست میں خوشامدی علماء اور پھر عوامی اعتدال پسندی کے خلاف بے تامّل اظہارِ حقیقت۔ یہ حصہ تھا مولانا ارشاد حسین مجددی کا۔

مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کا شمار ہندوستان کے ان برگزیدہ علماء میں ہے جنھوں نے چمن زارِ اہلِ سنت کی آبیاری اپنے قلم، علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور

قول و فعل کی یکسانیت سے کی ہے۔ آج بھی رام پور اور دیگر مقامات کے علمائے اہلِ سنت انھیں اپنا مقتدا مانتے ہیں۔ انھوں نے مسلکِ اہلِ سنت کی ترویج و اشاعت میں امام احمد بن حنبل، امام اعظم ابوحنیفہ اور حسینی کردار کو اپنے سامنے رکھا۔
یہی وجہ ہے کہ شیخ ابوالخیر مکی نے انھیں "فاضل و محققِ کامل" لکھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے "ہندوستان کے اکابرین" میں ان کا شمار کیا۔ اور سیدنا صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے "سُنّی" کی تعریف کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ

"سُنّی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمۂ دین، مسلم مشائخ طریقت، اور متاخر علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔"

مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کی بارگاہ میں نذرانہائے عقیدت پیش کرنے والوں کی جو تعداد اس کتاب کے ذریعہ میرے سامنے آئی ہے، ایسا نہیں کہ صرف یہی معدودے چند ہیں بلکہ اگر اس دور میں بھی ملک کے طول و عرض کا دورہ کیا جائے اور ہزاروں ممتاز علمائے کرام کے سامنے مولانا کی شخصیت پیش کی جائے تو سبھی ان کی عبقری شخصیت کے اعتراف میں رطب اللسان نظر آئیں گے۔

اور یہ حقیقت بھی قابلِ فراموش نہیں کہ اس کتاب میں جن ۱۱ نشوروں کو مولانا کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے اور ان کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ان میں سے بعض وہ ہیں جو ایک دو پر نہیں بلکہ لاکھوں پر بھاری ہیں۔

میری ذاتی طور پر خواہش تھی کہ آسمانِ علم و فضل کے ۳۱، آفتاب و ماہتاب کی نورانی کرنوں سے عالم تنویر حاصل کرے۔ مولا کی توفیق اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سہارا لے کر مولانا سید شاہد علی صاحب رضوی نے یہ عظیم کارنامہ انجام دیا۔ مولائے کریم ان کی اس تحقیقی کارکردگی کو قبول فرمائے آمین ثم آمین۔

مختصر تعارف مصنّفِ کتاب

از قلم: مولانا محمد فاروق رضا رضوی۔ ناظمِ تعلیمات الجامعۃ الاسلامیہ۔ رام پور

ولادت:۔ ۲۸؍ صفر ۱۳۷۲ھ بروز چہار شنبہ موضع ملک نگلی ضلع رام پور میں ہوئی۔

اسمِ گرامی:۔ سیّد شاہد علی ہے۔

القاب:۔ نقیبِ رضویت، فاتحِ رام پور، رئیس القلم علّامہ رشد القادری نے اور نقیبِ رضویت و مجددیت نبیرۂ قطبِ ارشاد مولانا ارشاد حسین صاحب نے عطا فرمائے۔

حسب و نسب:۔ سیّد سیف اللہ بن سیّد ارشاد شاہ ابن سیّد احمد ابن سیّد حسن شاہ (جن کا مزارِ پاک میلی بن تحصیل سوار ضلع رام پور میں ہے) علیہم الرحمۃ والرضوان)۔ نسباً سیّد، مسلکاً حنفی، اور مشرباً قادری ہیں۔

تسمیہ خوانی:۔ ۴؍ رجب ۱۳۷۶ھ کو پیرِ طریقت صوفی عبد الصمد صاحب علیہ الرحمہ نے کرائی۔

سلسلۂ تعلیم:۔ جب سخن آوری کی منزل عبور کر چکے تو آپ کو موصوف ہی نے قاعدہ بغدادی شروع کرایا۔ ناظرہ قرآنِ کریم کی تکمیل کے بعد اردو دینیات کی ابتدائی تعلیم پیرِ طریقت سیّد شریف میاں صاحب چشتی نظامی علیہ الرحمہ ساکن گوئیا تالاب رام پور سے حاصل کی، بعدہٗ حفظِ قرآنِ کریم حافظ عبد الوالی، حافظ محمد نور، قاری عبد الجبار، حافظ عبد الغنی صاحبان سے کیا۔

۱۳۸۹ھ میں حفظِ قرآنِ کریم سے فراغت پائی اور پہلی محراب ملک نگلی کی مسجد میں سنائی، دوسری گانگن لنگہ ضلع رام پور میں، تیسری محلہ انگوری باغ رامپور کی مسجد میں، چوتھی محلہ پٹیلوں والی مسجد میں اور پانچویں محراب بھاسونی ضلع میرج مہاراشٹر میں سنائی۔ اس کے بعد سے اب تک مہاراشٹر اور کرناٹک میں ہی قرآنِ کریم سنانے کا معمول ہے۔

شوال سنہ ۱۳۹۰ھ میں آپ کے والد گرامی نے جامع العلوم فرقانیہ رامپور میں شعبۂ عربی کے ابتدائی درجہ میں داخلہ کرایا، خارجی اوقات میں مولوی عبدالعزیز خاں، ماسٹر عبدالرحیم خاں، ماسٹر سیّد اصغر میاں صاحبان سے کتب فارسی پڑھیں۔ اور قاری عبدالرحمٰن صاحب سے تجوید کی کتابیں پڑھیں۔ شعبان سنہ ۱۳۹۴ھ میں قاری موصوف مدرس مدرسہ انوار العلوم بازار کلاں رام پور سے سندِ تجوید و قراءت حاصل کی۔

فراغت:۔ شعبان سنہ ۱۳۹۹ھ میں جامع العلوم فرقانیہ رامپور سے درسِ عالیہ نظامیہ سے فراغت حاصل کی۔

درس و تدریس:۔ فراغتِ تعلیم کے بعد ادارۂ ہذا میں مسندِ تدریس پر فائز ہوئے اور ایک ماہ چند روز تعلیم دی۔ ذی قعدہ سنہ ۱۳۹۹ھ/۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۷۹ء بروز شنبہ محترم الحاج منشی عبدالمجید صاحب قریشی نے اپنے ادارہ گلشنِ بغداد میں شعبۂ عربی و فارسی قائم کرنے کے لیے بحیثیتِ صدر مدرس مقرر کیا۔ موصوف کے استاذِ گرامی ماسٹر سیّد اصغر میاں صاحب نے جو تاریخ تقرر کہی ہے وہ حسبِ ذیل ہے ؎

سیزدہ اکتوبر بروز شنبہ ۔۔۔ سال ہفتاد و نہ صد و نزدہ
از جناب مولوی شاہد علی ۔۔۔ گلشنِ بغداد بارونق شدہ

امتحانات بورڈ الہ آباد:۔ سنہ ۱۹۷۶ء میں مولوی، سنہ ۱۹۷۷ء میں عالم، سنہ ۱۹۸۰ء میں فاضلِ دینیات کا امتحان دے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔

بیعت و خلافت:۔ ۱۳ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۰ھ کو تاجدارِ اہلِ سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت عارف باللہ سیّدنا حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل کیا اور شوال سنہ ۱۴۰۱ھ کو آپ کے شیخِ طریقت نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

قیامِ جامعہ:۔ جناب الحاج منشی عبدالمجید صاحب قریشی کے انتقال کے بعد اپنے

پیر و مرشد تاجدار اہلِ سنت حضور مفتیِ اعظم ہند کی دیرینہ آرزو کو بروئے کار لانے اور علماءِ رام پور کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے دار العلوم گلشنِ بغداد سے مستعفی ہو کر آپ نے دوسرا ادارہ بنام "الجامعۃ الاسلامیہ" گنج قدیم رامپور میں قائم فرمایا۔

عقدِ مسنون:- ۱۳ دسمبر ۱۹۸۲ء کو پیرِ طریقت حضرت الحاج سید صادق میاں صاحب قادری جمالی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ حضرت بسم اللہ شاہ میاں ٹانڈہ چھینگا کی دختر کے ساتھ ہوا۔

سندِ حدیث:- ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ کو مرکزِ اہلِ سنت دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف سے فاضل درسِ نظامی کی سند حاصل کی اور اسی سال حضرت علامہ مولانا سید محمد عارف صاحب شیخ الحدیث منظرِ اسلام نے سندِ اجازت حدیث شریف بطریق تاج المحدثین مجمع البحرین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین صاحب مجددی رامپوری اور تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہما عطا فرمائی۔

اجازت افتاء وعملیات:- ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ کو شیخ المحدثین حضرت علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر خاں صاحب رضوی اعظمی اور فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری جانشین مفتیِ اعظم ہند نے تمام اوراد و وظائف، افتاء، روایت فقہ و حدیث اور قرآنِ کریم کی وہ اجازتِ عامہ عطا فرمائی جو ان دونوں بزرگوں کو قطبِ مدینہ حضرت علامہ مولانا محمد ضیاء الدین صاحب قبلہ مدنی اور تاجدارِ اہلِ سنت حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ مفتیِ اعظم ہند کے واسطے سے امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہم اجمعین سے حاصل ہے۔

تصنیفات:- آپ کی تصنیفات میں مسئلۂ تکبیر، مسئلہ صلوٰۃ، ثبوت جلوسِ محمدی کلاں، ثبوت جلوسِ محمدی خورد، عالمِ اسلام کا محتاط مفکر، بابری مسجد تاریخ کے آئینے میں، انکشافِ جرم، علماءِ اہلِ سنت کی کہانی تصویروں کی زبانی، مظہرِ جمال حصہ اول، دوم، سادات جلالیہ، تعارف الجامعۃ الاسلامیہ رامپور، حیاتِ جہانگیر، گلہائے عقیدت، گلہائے محبت، گیارہویں شریف اور نا خواندگی، ترتیبِ جدید، ترجمہ و حاشیہ وغیرہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

اُحِبُّ الصّالِحِیْنَ وَ لَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

کافی عرصے سے میرے دل میں اشتیاق تھا کہ مشاہیر علماءِ رام پور کی حیات، خدمات اور نظریات و تعلیمات پر تعارف و تبصرہ لکھوں تاکہ اہلِ علم و دانش اپنے اکابرین اور اسلاف کی شخصیات، ان کی خدمات اور نظریات و تعلیمات سے صحیح طور پر متعارف ہوسکیں۔

اِسی دوران سلطان الاولیاء، عارف باللہ سیدنا حضرت سیّد حافظ شاہ جمال اللہ قادری مجددی قدس سرہٗ کے دوسو سالہ عرسِ مقدس کے موقع پر پانچ روزہ عظیم الشان جشن کا انعقاد عمل میں آیا۔ عرس کے پروگراموں میں ایک پروگرام صاحبِ عرس کی جامع سوانح کی اشاعت کا بھی تھا، جس کی تالیف کے لیے صاحب سجادہ رفیقِ محترم پیرِ طریقت حضرت شاہ لیئق میاں صاحب قادری جمالی رضوی نے فقیر نوری کو مامور کیا۔ فقیر نوری نے اپنی غیر معمولی مصروفیات کے باوجود حتی المقدور کوشش کر کے ایک سوانح "مظہرِ جمال" تیار کی، مگر بعض ناگزیر حالات کے تحت وہ سوانح مکمل منظرِ عام پر نہ آسکی۔ بلکہ صرف ابتدائی حصّہ جو حضرت سیّدنا حافظ شاہ جمال اللہ قدس سرہٗ کے اجدادِ عظام اور آبائے کرام کے تعلق سے لکھا گیا تھا، شائع ہوسکا۔ باقی مکمل سوانح ابھی تک تشنۂ طباعت ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ کا کوئی مخلص بندہ، عاشقِ اولیاء، قطب الدین و حافظ کا متوالا اس طرف متوجہ ہو اور "مظہرِ جمال حصہ دوم" منظرِ عام پر آجائے۔ آمین۔

"مظہرِ جمال" کی تدوین کے دوران علماءِ رام پور کے سلسلے میں کثیر مواد نظر نواز ہوا اس وجہ سے شوق اور بھی بڑھ گیا۔

صفر المظفر ۱۴۰۹ھ میں میرے قدیم رفیق، مخلص دوست ادیبِ عصر حضرت مولانا

عبدالمبین صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ و مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور نے اپنے رسالہ میں اشاعت کے لیے ایک مکتوب کے ذریعے حضرت علامہ مفتی محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری قدس سرہٗ کی حیات و خدمات پر ایک مضمون لکھنے کے لیے حکم کیا۔ چونکہ مجھے خود بھی اس عنوان پر کام کرنے کا خیال تھا، موصوف کے حکم کے بعد میں نے کام کا آغاز کر دیا۔ الحمد للہ اب تک پانچ بزرگوں کے تذکرے مرتب ہوئے ہیں۔

۱- شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی رامپوری ثم دہلوی ثم المدنی

۲- تاج المحدثین حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین احمدی مجددی رام پوری

۳- سراج الفقہاء حضرت مولانا مفتی محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری

۴- شمس العلماء حضرت مولانا شاہ محمد ظہور حسین فاروقی نقشبندی رام پوری

۵- شیر بیشۂ اہلِ سنت حضرت مولانا شاہ ہدایت رسول قادری نوری رام پوری

احباب کے مشوروں اور اشاعتی دشواریوں کے پیش نظر اولاً ان تذکروں کو الگ الگ شائع کیا جائے گا، پھر انشاء المولیٰ تعالیٰ مکمل تدوین کے بعد سب تذکروں کو یکجا منظرِ عام پر لایا جائے گا۔

اشاعتی سلسلے کی پہلی کڑی "مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری" کی حیات و خدمات اور نظریات و تعلیمات پر یہ مختصر تعارف و تبصرہ ہے۔ فقیر نوری یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ یہ تعارف ہر اعتبار سے حضرت علامہ مفتی شاہ محمد ارشاد حسین احمدی مجددی قدس سرہٗ کی جامع سیرت ہے تاہم آنے والے دور کے مصنفین اور محققین کے لیے راہ ضرور ہموار کر دی ہے۔ جب بھی کوئی دانشور یا ادیب و محقق اس موضوع پر قلم اٹھائے گا یہ تذکرہ جمیل اس کے لیے ماخذ کا کام دے گا۔ فقیر نوری کے لیے یہی اعزاز کافی ہے۔

اس تذکرے کی تیاری کے سلسلے میں عزیز گرامی برادر خورد سید شاکر علی ارشادی متعلم درجہ سابعہ الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) مبارکپور اور عزیز القدر محمد شہاب الدین ازہری بہار ثم الہند متعلم الجامعۃ الاسلامیہ رامپور کا مشکور ہوں اور ترقی علم نافع و عمل صالح کے لیے دعاگو ہوں جنہوں نے دار المصنفین اعظم گڑھ اور رامپور رضا لائبریری سے مطلوبہ حوالہ جات کی [illegible] نیز کتابیں اور رضا لائبریری سے مخطوطات کی فراہمی

کے سلسلے میں میرے کرم فرما جناب مولوی سجاد حسین صاحب مجددی ایڈوکیٹ نبیرۂ تاج المحدثین حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ اور جناب مولانا انعام اللہ صاحب نقشبندی مجددی ساکن پیپل سانہ ضلع مراد آباد دیوپی شاگرد رشید سراج الفقہا و حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ نقشبندی رام پوری قدس سرہٗ نے بھرپور تعاون فرمایا اور خاص طور پر رفیق محترم صاحب تحقیق و تدقیق محقق عصر حضرت علامہ مولانا محمد احمد صاحب مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ و رکن المجمع الاسلامی مبارکپور کا ممنون ہوں جنھوں نے اس تذکرے کے تمام مسودے کو پڑھا، تصحیح فرمائی، نام تجویز کیا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا نیز کثرت مشاغل اور عدیم الفرصت ہونے کے باوجود اس تذکرے کے لیے "حرف آغاز" بھی تحریر فرما دیا جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد نور الدین صاحب نظامی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور بھی امتنان و تشکر کے مستحق ہیں جنھوں نے کثرت کار اور تصنیف و تالیف میں انہماک کے باوجود ایک قیمتی اور اہم مضمون "حرف عقیدت" کے عنوان سے اس تذکرے کے لیے تحریر فرمایا جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

آخیر میں مخلص محترم جناب حسیب احمد صاحب نوری رکن جامعہ اور محب محترم حضرت مولانا محمد فاروق صاحب رضوی ناظم تعلیمات جامعہ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو سخت ناسپاسی ہوگی جنھوں نے بالترتیب کافی محنت و لگن سے مسودہ کو مبیضہ کیا اور انتہائی عرق ریزی سے پروف کی تصحیح فرمائی۔

اللہ رب العزت جل جلالہٗ ہر اس شخص کو جزائے خیر عطا فرمائے جس نے تصنیف و تالیف کے کام میں فقیر نوری کے ساتھ کسی بھی طرح کا اشتراک و تعاون کیا خصوصیت کے ساتھ

۱۔ میرے محسن قدیم جناب الحاج حافظ نبیہ حسن صاحب قادری جمالی رام پوری زیدت امجادہم۔

۲۔ میرے محسن قدیم جناب خلیل خاں صاحب قادری نوری رام پوری زید افضالہم

اور الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور کے جماعت ثانیہ کے طلبہ زادہم اللہ شرفاً و کرماً کو رب کریم سعادت دارین کی دولت سے سرفراز فرمائے جن کے تعاون، اصرار اور جہدِ مسلسل سے یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آئی۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ پڑھتے وقت فقیر نوری کے لیے اور ان سب کے لیے بھی خصوصی دعا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ ٥ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ ٥ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

۲۲ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
۲۴ ستمبر ۱۹۸۹ء
بروز یکشنبہ

فقیر نوری سید شاہد علی رضوی جمالی غفر لہٗ و لوالدیہ
شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ
گنج قدیم، رام پور۔ یوپی

مظہرِ جمال

تصنیف: فقیر نوری سید شاہد علی رضوی جمالی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رام پور

سلطان الاولیاء، عارف باللہ سیدنا حضرت حافظ شاہ جمال اللہ قادری نقشبندی رام پوری قدس سرہٗ کے آبائے کرام و اجدادِ عظام کے حالات پر لکھی جانے والی پہلی اور منفرد کتاب۔

قادری سلسلے کے بزرگوں خصوصاً حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا مختصر مگر جامع تعارف و تذکرہ۔

حضرت غوث اعظم و حافظ شاہ جمال اللہ قدس سرہما کے عاشقوں کے لیے بیش قیمت انمول خزانہ۔

معیاری کتابت و طباعت اور شاندار ٹائیٹل کے ساتھ منظر عام پر آ گئی ہے۔

اِن سب خوبیوں کے باوجود قیمت صرف ۸ روپے۔ پہلی فرصت میں مندرجہ ذیل پتے سے حاصل کریں۔

قادری اکیڈمی پشتہ خانہ۔ رام پور۔ یوپی ۲۴۴۹۰۱

حیاتِ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاج الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفۂ اجل حضرت علامہ مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی نور اللہ مرقدہما تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ ترین عالم دین اور محدث کامل ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا وطن اصلی خطۂ مقدسہ سرہند شریف تھا۔ سکھوں کے تسلط اور تعدی کے بعد آپ کے بزرگ حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ترکِ وطن کر کے بریلی شریف آ گئے[1] کافی عرصے کے بعد والیِ رام پور نواب فیض اللہ خاں قادری جمالی حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عارف باللہ سلطان الاولیاء حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی قادری قدس سرہٗ کی تحریک پر ڈھائی سو افراد کے قافلے کے ساتھ مصطفیٰ آباد عرف رام پور لائے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت مولانا محمد مرشد میاں مجددی اور قطب ارشاد حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی مجددی قادری قدس سرہما کی تحریک و دعوت پر حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے جد امجد جناب غلام محی الدین مجددی رام پور تشریف لائے اور محلہ گھیر سیف الدین خاں میں سیف الدین خاں کے محلات میں سے ایک محل چار ہزار روپے میں خرید کر رام پور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ جناب غلام محی الدین مجددی کی سرہند شریف میں شہادت کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے گھیر سیف الدین خاں کا مکان فروخت کر کے محلہ پیلا تالاب پر اپنے میکے میں قیام فرمایا اور وہیں حکیم احمد حسین مجددی کی ولادت ہوئی۔[2]

---

[1] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

[2] بہ روایت مولوی سجاد حسین مجددی [illegible] حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ

ولادت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کی ولادت باسعادت ۲۰ صفر المظفر ۱۲۴۸ھ محلہ پیلا تالاب شہر مصطفیٰ آباد عرف رام پور۔یو۔پی (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد ارشاد حسین رکھا گیا۔ اور علماء اہلِ سنت وجماعت نے آپ کو تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہاء، شیخ العلماء الراسخین اور قطب ارشاد جیسے القاب سے نوازا۔

نسب: مولانا ارشاد حسین بن مولانا حکیم احمد حسین بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ بن حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ لے

حلیہ: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا قد میدھا درمیانی، سر پرشکوہ، پیشانی کشادہ، آنکھیں سیاہ مائل بہ سرخی، بھویں لمبی ایک دوسرے سے جدا وکشادہ، ناک معتدل، سفید عمامہ سر پر باندھتے، کرتہ جس کا گریبان سینے پر ہوتا پہنتے، تسبیح وعصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ لے

اخلاق: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خوش لباسی، خوش اوقاتی اور خوش اخلاقی سے زندگی بسر کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، عہد کو پورا کرتے، محتاجوں کو بخشش وکرم سے نوازتے اور امیروں سے بے نیاز رہتے تھے۔ ہم عقیدہ مسلمانوں پر شفقت وعنایت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ شہر اور اہلِ شہر پر خاص اثر تھا۔

تعلیم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فارسی کی کتابیں اپنے والد مولوی

لے (الف) حکیم عبد الحی لکھنوی۔ نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹ (ب) شیخ ابو الخیر مکی۔ ہدیۂ احمدیہ از ص ۸۶ تا ۹۴

لے مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۷

حکیم احمد حسین مجددی، اپنے بھائی مولوی امداد حسین مجددی، شیخ احمد علی[۵۱] اور شیخ واجد علی[۵۲] سے پڑھیں۔ یہ حضرات علم فارسی میں بہت ملکہ رکھتے تھے اس کے بعد نحو و صرف وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم مولوی حافظ غلام نبی، مولوی جلال الدین اور مولوی نصیر الدین خاں سے حاصل کی۔ اس کے بعد علماء لکھنؤ سے علوم نقلیہ کی تکمیل کی۔ پھر وہاں سے علامۂ زماں مولانا محمد نواب افغانی نقشبندی کی خدمت میں علوم عقلیہ کے استفادہ کے لیے رام پور تشریف لائے اور باقی ماندہ کتب معقول وغیرہ کا درس علامۂ زماں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی مجددی سے لیا۔

تاثیرِ صحبت: اس زمانے میں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی نواب کلب علی خاں کی تعلیم پہ مامور تھے۔ لہذا مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا نواب کلب علی خاں کی مجلسِ استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی۔

نواب کلب علی خاں کو مذہب امامیہ کی تعلیم کے لیے ان کے دادا نواب محمد سعید خاں والیِ ریاست رام پور نے دو شیعہ مجتہد مقرر کیے تھے۔ وہ مجتہد جس قدر عقایدِ امامیہ کی تعلیم نواب کلب علی خاں کو دیتے تھے اسے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کے صفحۂ خاطر سے محو کرا دیتے تھے۔ اس طرح مجتہدوں کی کوشش رائیگاں جاتی تھی۔ مجتہدوں نے اس کی شکایت نواب محمد سعید خاں سے کی جس کے نتیجے میں نواب کلب علی خاں آپ کی صحبتِ کیمیا اثر سے محروم کر دیئے گئے۔[۵۳] مگر آپ کے فیضِ صحبت سے نواب کلب علی خاں کے قلب پر حق بیانی اور حق پسندی کے

---

۵۱ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰۔

۵۲ مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۵

۵۳ (الف) مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

(ب) حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

جو نقوش ثبت ہو گئے تھے ان کو کوئی مجتہد محو نہ کر سکا اور بالآخر نواب کلب علی خاں شیعیت سے تائب ہو کر متصلب سُنّی حنفی نقشبندی مجددی ہو گئے ــــ اس واقعہ کے بعد ملّا محمد نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے۔ استادِ گرامی کے ہمراہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی بھی رام پور سے تعلق منقطع کر کے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بدستور سابق ملا محمد نواب افغانی سے علمی استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرت عام کے مالک ہوئے۔

بیعت و خلافت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے تعلیم سے فراغت پاکر استادِ گرامی ملّا محمد نواب افغانی کی رہنمائی سے عارفِ کامل حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر تصوف، حقائق و اسرار اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور تھوڑے عرصے میں محبوبیت و مرادیت کا بلند مقام پاکر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔[۱]

حالات کی ابتری، ملک پر انگریزی اقتدار اور غلبہ کی وجہ سے غدر کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی ہجرت فرما کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے آپ بھی پانی پت تک ہمراہ تشریف لے گئے۔ پانی پت سے شیخِ طریقت نے آپ کو رام پور رخصت کیا۔

حج و زیارت: کچھ عرصہ بعد آپ اپنے خادمِ خاص محمد موسیٰ بخاری کو ہمراہ لے کر حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ آٹھ ماہ میں پیدل یہ سفر ختم کیا۔[۲] حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہو کر روضۂ اطہر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیرِ سایۂ روضۂ مبارک

۱۔ تاریخِ عنایتیہ ص ۱۱۶

۲۔ غلام احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۱

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کی خدمت میں رہ کر ایک سال تک تکمیلِ سلوک کیا اور منصبِ قطبیت پر فائز ہوئے۔ جب ایک سال کامل گزر گیا تو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ کو خواب میں حکم فرمایا کہ ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو۔" ؎۱

حاجی صاحب کی پیشین گوئی: ادھر عارف باللہ حضرت حاجی محمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کا مزار پاک توپ خانہ روڈ رام پور میں مرجعِ خلائق ہے) نے حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خاں مجددی رام پوری سے ان کے اصرارِ بیعت پر ایک روز ارشاد فرمایا "تم ابھی ٹھہرو، ایک قطبِ وقت کا ظہور ہونے والا ہے، اس سے تم کو نصیب کامل ملے گا۔ ؎۲

رام پور تشریف آوری: چنانچہ شیخِ طریقت نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی کے مطابق مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کو رام پور جانے کا حکم دیا۔ آپ حضرت حاجی محمدی قدس سرہٗ کی پیشین گوئی کے مطابق منصبِ قطبیت سے سرفراز ہو کر رام پور تشریف لائے اور عارف باللہ مولانا عبدالکریم عرف مُلّا فقیر اخوند قادری چشتی کی خانقاہ کے حجرے میں قیام فرمایا۔

حفظِ قرآنِ کریم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس حجرے میں قیام کے دوران نَو ماہ میں قرآنِ کریم حفظ کیا اور سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے گھیر کٹے بازخاں میں ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ ؎۳

؎۱ مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۸

؎۲ ایضاً ص ۲۰

؎۳ ایضاً ص ۱۱۱

صبر و توکّل: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نہایت صبر و توکّل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہفتہ میں فاقے کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض میں اس سے بھی زیادہ مگر کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وردِ زبان رہتا تھا اور مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا[۱] (الآیہ) دل نشیں تھا اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوران نواب کلب علی خاں نقشبندی مجددی والیٔ رام پور نے اپنی بیماری کے ایام میں محمد عثمان خان کارگزار ریاست کے توسّط سے کچھ روپے آپ کے پاس بھیجے آپ نے رد کر دیئے اور فرمایا کہ "صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لیے حَسْبُنَا اللّٰہ دعا کرتے ہیں"

یہ جواب سن کر نواب کلب علی خاں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ:

"بے شک میں فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت اخلاص سے محروم نہیں ہوں"

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔
(اس امید پر کہ) شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نیکی کی توفیق دے"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلاف شرع کاموں سے بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔[۲]

---

[۱] اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ سورۂ ہود پ۱۲، آیت ۶ (کنز الایمان)

[۲] مولانا حامد علی خاں۔ معارف ...

نواب کلب علی خاں کی والہانہ عقیدت و محبت

نواب کلب علی خاں ولی عہدی کے وقت ہی مولانا محمد ارشاد حسین مجددی سے اخلاص و محبت رکھتے تھے۔ اس قسم کے واقعات سے نواب کلب علی خاں کے اخلاص محبت میں اور بھی اضافہ ہوا۔ زمانۂ ریاست میں اس کا خوب اظہار فرمایا — مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے انکار کے باوجود نواب کلب علی خاں نے انتہائی اصرار سے خدام خانقاہ کے مصارف کے لیے تقریباً چار سو روپے ماہانہ ریاست سے مقرر کر دیئے۔ محلہ کھاری کنواں میں مکان پختہ و خام بنوائے، پالکی میں آتے جاتے تھے، کہار نوکر تھے۔[۱] ریاست کے مہمات آپ کی رائے اور مشورے سے طے ہوتے تھے۔

نواب کلب علی خاں نے ابو داؤد شریف کا نسخہ نہایت خوش خط اور مطلّٰی و مذہّب لکھوایا اور اس کی تصحیح کا کام مولانا ارشاد حسین مجددی اور مولانا سید حسن شاہ محدث کے سپرد کیا۔ چنانچہ مولانا سید حسن شاہ محدث آپ کے مکان پر آتے اور دونوں مل کر ابو داؤد شریف کے اس نسخہ کی تصحیح کرتے۔[۲]

نواب کلب علی خاں چاہتے تھے کہ چند گاؤں خانقاہ کے مصارف کے لیے مقرر کر دیں۔ آپ نے اس کو قبول نہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ میری وفات کے بعد یہ گاؤں میری اولاد میں موجب نزاع باہمی اور سبب خسران آخرت ہوں گے۔ اس لیے میں پسند نہیں کرتا۔[۳]

نواب کلب علی خاں نے حالت مرض میں وصیت کی تھی کہ **اول** بعد انتقال مجھے حافظ جمال اللہ صاحب کے مزار میں اس جگہ دفن کیا جائے جو آراضی بقدر ایک قبر کے شاہ محمد عمر اور حافظ صاحب کے گنبد کے درمیان چھٹی ہوئی ہے **دوم** بسوائے آپ

---

۱ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۱

۲ ایضاً ص ۱۱۲

۳ مولانا حامد علی خاں۔ معارف ... ص ۱۱۸، ۱۱۹

کے اور مولوی امداد حسین آپ کے بھائی کے اور کوئی نہ نہلائے۔ سوم۔ ریاست کے خرچ سے تجہیز و تکفین نہ ہو۔ تین سو روپے کی ایک رقم یہاں رحیم شاہ کے پاس ہے اس کو خرچ کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ساڑھے پانچ لاکھ روپے زکوٰۃ کے خزانے میں جمع تھے، حالتِ مرض میں نواب کلب علی خاں نے ایک دستاویز لکھ کر آپ کے حوالے کی کہ اس روپے سے جائداد خرید کر غرباء کی پرورش کریں۔ یہ دستاویز بریلی میں رجسٹری ہوئی اور روپیہ دینے کا خزانے کو حکم کیا مگر اس کے بعد ہی نواب کلب علی خاں پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور حکامِ ریاست نے اس کی تعمیل نہیں کی۔ [1]

نواب مشتاق علی خاں خلف نواب کلب علی خاں کے عہد میں بعض لوگوں کی شرارت سے خانقاہ شریف کا مقررہ وظیفہ بند ہو گیا تھا مگر خزانۂ غیب سے خانقاہ کا خرچ بدستور چلتا رہا۔ [2]

فیض رسانی اور دستگیری: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے پاس اکثر لوگ امانتیں رکھ دیتے تھے، آپ ان سے شرط فرما لیتے تھے کہ اگر مجھے ضرورت ہوگی یا کسی اور کو — تو بشرط ادا صرف کر دوں گا یا دے دوں گا، کوئی عذر نہ کرنا۔ ان امانت کی رقموں سے سیکڑوں لوگوں کو مدد پہنچتی تھی اور سود کی آفت سے بچ لیتے تھے۔ بعض امانتیں ضائع بھی ہوئیں وہ بخوشیِ خاطر اپنے پاس سے پوری کر دیں۔ اس کا نام ہے فیض رسانی و دستگیری ظاہری و باطنی۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ [3]

ارشاد العلوم: اس مدرسہ کو بیت الارشاد اور دار الارشاد بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ

---

[1] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۱، ۳۲

[2] مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۹

[3] حافظ احمد علی خاں شوق تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۲

محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) پر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے مکان میں ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں قائم کیا تھا۔ اس وقت مدرسہ میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خود پڑھاتے تھے اور دُور دراز مقامات سے آئے ہوئے سیکڑوں طلبہ اس مدرسہ سے فیضیاب ہو کر جاتے تھے۔ [۱]

۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس مدرسہ کو باضابطہ قائم کیا اور ۱۰ر مارچ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا میاں سیّد خواجہ احمد قادری رامپوری کو اس مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

تدریس: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ دور و دراز مقامات سے تشنگانِ علومِ دینیہ رام پور آکر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ آپ دو وقت پڑھاتے تھے۔ صبح میں طلوعِ آفتاب کے بعد اوراد و وظائف، دُعائے حزب البحر، نمازِ اشراق، نمازِ استخارہ اور ختمِ حضرتِ امامِ ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ یہ مجلس دوپہر تک گرم رہتی۔

سہ پہر میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک کتبِ تصوف مثلاً مثنوی مولانا رُوم، مکتوباتِ امامِ ربّانی، عوارف المعارف، احیاء العلوم اور قصیدۂ فارضیہ پڑھاتے تھے۔ منگل اور جمعرات کا دن فتاویٰ لکھنے کے لیے مقرر تھا، اس لیے اِن دو دِنوں میں طلبہ کا سبق نہیں ہوتا تھا۔ [۲]

افتاء نویسی: مولانا ارشاد حسین مجددی ہفتہ میں دو روز منگل اور جمعرات کو فتاویٰ تحریر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کثیر تعداد میں فتاویٰ لکھے۔ دور و دراز مقامات سے سوالات آتے تھے اور ان کے جوابات دیئے جاتے تھے۔

---

[۱] ہفتہ وار دبدبۂ سکندری رام پور مورخہ ۱۲ر اگست ۱۹۴۰ء ص ۳

[۲] مولانا حامد علی خاں۔ معارف عنایتیہ ص ۱۲۱ و ۱۲۲

نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی اس لیے آپ کے فتاوی محفوظ نہیں رہ سکے۔ بعض احباب نے نقل بھی کیے لیکن وہ بہت قلیل تھے۔ تقریباً ڈھائی سو ۲۵۰ فتاوی دستیاب ہو سکے جن کو دو جلدوں میں مرتب کر کے مولانا مفتی عبد الغفار خاں رام پوری نے طبع کرایا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی فتوی لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اسی بنا پر بعض جاہل، نادان افغانوں نے ابتداءً سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً اُن کی پروا نہیں کی۔ آخر کار سب تابع و فرماں بردار ہو گئے۔

ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں، نواب احمد علی خاں کے داماد، جو شیعہ مذہب تھے، نے بہ نیتِ فساد۔ شیعہ سنی نکاح کے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے ایک شاگرد سے جواب لکھوا دیا کہ:

"حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔"

اس فتوے کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی۔ اس لیے اس فتوے کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں بغیر کچھ سوچے سمجھے کبیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلہ مذکورہ کا ذکر کر کے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے عرض کیا کہ:

"ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہیے۔"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے، امورِ شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔"

اتنا فرمایا اور فوراً اٹھ کر چل دیے اور دولت خانے پر آتے ہی قصد بجہا نپور کے عازم ہوئے سے بریلی شریف کی طرف ... مولانا امداد حسین مجددی

سے فرمایا کہ:

"متعلقین اور لواحقین کو اپنے ساتھ لے کر شاہجہانپور آئیں۔"

جب یہ خبر نواب کلب علی خاں والیِ رام پور کو معلوم ہوئی تو بے تاب و بے قرار ہو گئے اور ارا کینِ ریاست کو حکم دیا کہ:

"جلد سے جلد راستے میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ:

"میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طالب ہوں، اور اپنی خطا پر شرم سار۔ آئندہ احکامِ شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا۔"

الغرض موضع دھموره کے قریب یہ تمام امور طے ہو گئے اور مولانا محمد ارشاد حسین مجددی واپس رام پور تشریف لے آئے۔ ابھی تسبیح خانے میں پہنچے ہی تھے کہ نواب کلب علی خاں خود بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عہد و پیمان از سرِ نو مربوط ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی امرِ خلاف ظہور میں نہیں آیا۔

چنانچہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کی بیماری کے دوران اپیلِ خاص کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے، اور رعایا کے فائدے کے پیشِ نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرفِ شکایت نواب کلب علی خاں کی زبان پر نہیں آیا۔ [1]

قبولیتِ حق کا جذبہ فراواں: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی اس شہرت و عظمت اور علمی جلالت کے باوجود اپنے قلب میں قبولیتِ حق کا وہ جذبۂ فراواں رکھتے تھے جو ہمارے اسلاف و اکابر کے دلوں میں موجود تھا کہ اپنے ہی فیصلے کے خلاف اگر کسی عالم کا فیصلہ نظر آیا جو حق سے زیادہ قریب تھا تو اپنی عظمت و شہرت کا خیال کئے بغیر اسے قبول کر لیا اور

---

[1] مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایت ملخصاً ص ... ادارہ ۱۲

اپنے قول سے رجوع فرمالیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ نے ایک فتویٰ صادر فرمایا جس پر اُس وقت کے تمام مشاہیر علماء نے بطورِ تصدیق دستخط ثبت فرمادیئے۔ وہ فتویٰ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ وہ فتویٰ جب نواب کلب علی خاں والیٔ رام پور کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے اس فتوے کے بارے میں دریافت کیا... تو مولانا نے باآں شہرت وعظمت وجلالتِ علمی کُھلے دل سے اس بات کا اعتراف کرلیا کہ

"فتویٰ یہی صحیح ہے جو بریلی سے آیا ہے"

جب نواب کلب علی خاں نے یہ کہا کہ آپ کے فتوے کی تو ہندوستان بھر کے تمام علماء نے تصدیق کی ہے صرف بریلی کے دو عالموں نے اس کے خلاف لکھا ہے تو حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ نے پورے انشراحِ صدر کے ساتھ ارشاد فرمایا اور یہ کہتے ہوئے معاملہ ختم فرمادیا کہ

"اور علماء نے میری شہرت پر اعتماد کرتے ہوئے ایسا کیا ہے
ورنہ حق یہی ہے کہ فتویٰ وہی صحیح ہے جو بریلی سے آیا ہے"

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را[۵]

تفسیر قرآن کریم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ ہر جمعہ کو بعد نمازِ جمعہ اپنی مسجد میں قرآن کریم کی تفسیر بقدر ایک رکوع اسرار و نکات کے ساتھ بیان فرماتے تھے، ہر شخص اپنی استعداد کے لائق حصہ حاصل کرتا۔ بعض لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی کہ اپنا سر دیوار پر مارتے۔ عصر کے قریب تک قرآن کریم کی تفسیر کی مجلس قائم رہتی تھی۔

---

۵ مقالہ مولانا سبطین رضا خاں [illegible] ص ۱۹، ماہ نومبر ۱۹۸۵ء

اس طرح تین ۳ سال میں دو مرتبہ قرآن کریم کی تفسیر اوّل سے آخر تک ختم ہوئی۔ [1]

وعظ و تقریر: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی وعظ اس روانی سے فرماتے اور اس میں شریعت و طریقت کے ایسے اسرار و رموز بیان فرماتے کہ سکتہ کا عالم ہو جاتا تھا۔ آپ کی مجلس نہایت پُر فیض و بابرکت ہوتی تھی۔ اس میں خوب ذوق و شوق اور گریہ و بکا ہوتا تھا۔

فنِ سپاہ گری: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کو تبحرِ علمِ ظاہری و باطنی کے علاوہ فنِ سپاہ گری میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا۔

ایک مرتبہ ایک سپاہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "حضرت میں نے سُنا ہے کہ آپ کو شمشیر زنی میں خوب مشق ہے، میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں"۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کل کو آنا۔ چنانچہ دوسرے دن وہ حاضر ہوا۔ آپ نے بھینس کے پیر کی چاروں نلیاں منگائیں اور ان کو ایک جگہ باندھ کر سپاہی سے فرمایا کہ پہلے تم اس پر تلوار (کی ضرب) لگاؤ۔

چنانچہ اس نے تلوار (کی ایک ضرب) لگائی۔ ایک نلی بھی نہ کٹی۔ اس کے بعد مولانا محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ نے (تلوار کی ایک ضرب) لگائی تو تین (نلیاں) کٹ گئیں۔ فرمایا کہ

"بہت دنوں میں آج اتفاق ہوا ہے (یعنی مشق جاتی رہی) ورنہ چاروں (نلیاں) کٹ جاتیں"۔ [2]

تصلّب فی الدین اور ردِّ فرقِ باطلہ: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ نہایت متشدد حنفی تھے۔ آپ کا شمار اکابر علماءِ اہلِ سنت و جماعت میں ہوتا ہے۔ حق گوئی و

---

[1] مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۴۲

[2] مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۰۸

بے باکی اور رد فرقِ باطلہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ فتنۂ وہابیت کے خلاف جن علماءِ کرام نے آوازِ حق بلند کی ان میں آپ کا اسمِ گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔

۱۔ غزالیِ دوراں حضرت علامہ سید شاہ احمد سعید کاظمی، مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان (پاکستان) اپنی تصنیفِ لطیف "الحق المبین" میں فتنۂ وہابیت کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے والے علماءِ کرام کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"علماءِ اہلِ سنت برابر اس فتنے کے خلاف نبرد آزما رہے۔ ان علماءِ حق میں مذکورین صدر حضرات کے علاوہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رام پوری مؤلف انوارِ ساطعہ، حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری، حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی، حضرت مولانا نور اللہ صاحب حیدر آبادی، حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ [۱]

۲۔ فاضلِ جلیل حضرت مولانا محمود احمد قادری استاذ احسن المدارس قدیم کانپور "تذکرۂ علماءِ اہلِ سنت" میں لکھتے ہیں کہ:

"ہم عقیدہ مسلمانوں پر غایت شفقت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔" [۲]

۳۔ خود حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ

(الف) "جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد" مصنفہ حضرت مولانا شاہ محمد وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ کی تصدیق میں فرقۂ وہابیہ کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

---

[۱] مولانا سید شاہ احمد سعید کاظمی۔ الحق المبین ص ۱۴

[۲] مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہلِ سنت ص ۲۵

"بلاشبہ یہ فرقہ ضالہ (گمراہ ۱۲) جس کے عقاید فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالف فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کے ہے۔ مجیب مصیب نے تجوالہ (حسبا ۱۲) رسائل اور فتاوی باطلہ ان کے نقل کیے اور اکثر اس کے راقم الحروف کی نظر سے بھی گزرے مبتدع (بدعتی ۱۲) ہے اور اس کے حق میں بھی یہی حکم ہے جو مجیب مصیب نے تحریر کیا ہے۔ (جامع الشواہد ص ۱۷) ؎

(ب) حضرت مولانا شاہ سکندر علی خالص پوری کی کتاب "تحفۃ العلماء" کی تصدیق وتقریظ میں یوں رقم طراز ہیں۔ (یہ کتاب) تحقیقاتِ انیقہ سے مشحون اور تدقیقاتِ رشیقہ اس میں مضمون اور اقوالِ واھیہ مخالفہ سراپا خطا اور جواباتِ مصنف قابلِ ثنا

؎ اس کتاب میں غیر مقلد وہابیوں کے بارے میں تین سوال ہیں:
(۱) یہ گروہ اسلام میں داخل ہے یا نہیں۔ (۲) اس گروہ کے ساتھ ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا اور ان کو مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں۔ (۳) ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

حضرت مولانا مفتی شاہ محمد وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ نے ان تینوں سوالات کے جو جوابات تحریر فرمائے ہیں ان کا خلاصہ درجِ ذیل ہے:

(۱) یہ لوگ اہلِ سنت وجماعت سے خارج ہیں اور مثل دیگر فرقِ ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے ہیں۔ (۲) وہابیوں سے مخالطت (ملنا جلنا) اور مجالست (اٹھنا بیٹھنا) کرنا اور ان کو اپنی خوشی سے اپنی مسجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے۔ (۳) ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔

ان مذکورہ بالا جوابات پر حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رامپوری قدس سرہٗ کی مذکورہ بالا تصدیق وتقریظ ہے نیز اس کتاب پر آپ کے علاوہ ۲۶ علماءِ رام پور کے دستخط اور مہریں بھی ثبت ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "جامع الشواھد فی اخراج الوھابین عن المساجد"۔

اور فصاحت و بلاغت مُفرِّحِ قلوب اذکیا (تحفہ ص ۲۵ ملخصاً)

(ج) ایک اور مقام پر محفلِ میلاد میں شرکت کرنے سے انکار کرنے والے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"بلاشبہ یہ شخص فاسق العقیدہ ہے جو مجلسِ ذکر و مناقب اور ذکرِ ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتا ہے کہ ایسی مجلس میں اہلِ سنت نہیں آیا کرتے، نعوذ باللہ سبحانہ، عنہما۔ ؎۲

۴۔ ۱۳۰۲ھ میں دہلی کے تین غیر مقلد علماء اور علماءِ دیوبند، گنگوہ اور سہارنپور کی توجہ اور مطبع ہاشمی میرٹھ کی سعی سے ایک فتویٰ چار ورق پر چھپا جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کو بدعت و ضلالت اور فاتحہ کو حرام، رسم بد اور معصیت کہا گیا۔ مزید براں کچھ عرصے کے بعد مطبع ہاشمی میرٹھ سے ایک دوسرا فتوے چوبیس ۲۴ صفحے کا چھپ کر شائع ہوا جس میں سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ دی گئی نعوذ باللہ من ذالک تو عاشقِ رسول حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری رام پوری قدس سرہ نے "انوارِ ساطعہ" کے نام سے ان دونوں فتووں کا رد لکھا۔ علماءِ عرب و عجم نے موصوف کی اس تالیف کو خوب سراہا اور قدر کی نگاہوں سے دیکھا نیز اپنی نورانی تقریظات سے مزین فرمایا۔ ان تقریظات کے لکھنے والوں میں حضرت علامہ مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری بھی ہیں۔

۵۔ نواب قطب الدین خاں دہلوی نے سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہٗ کے مناقب و اجتہاد میں ایک رسالہ تالیف کیا۔ اس کے رد میں غیر مقلدوں کے سرخیل مولوی نذیر حسین دہلوی نے ایک رسالہ "معیارِ حق" کے نام سے لکھ کر شائع کیا۔ نواب

؎۱ یہ کتاب اُن لوگوں کے رد میں لکھی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ مصنف علام نے نہایت مدلل طریقے سے ان لوگوں کا رد کیا ہے۔

؎۲ مولانا ارشاد حسین مجددی، فتاویٰ ارشادیہ ج ۱ ص ۸۳

قطب الدین خاں نے حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ کے پاس دونوں رسالے بھیج کر "معیارِ حق" کا جواب تحریر کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے منگل اور جمعرات دو روز اس کام کے لیے مقرر فرمائے اور اس فتنے کے قلع قمع کے لیے ایک ضخیم رسالہ "انتصار الحق" کے نام سے تصنیف فرمایا جس میں دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے تقلید کا وجوب ثابت کیا۔ یہ کتاب دینِ حق کے لیے قلعہ اور مفسدین کے لیے سیفِ قاطع ہے۔
کاٹنے والی تلوار ۱۲

وصال: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی ۸ رجمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ کو بخار میں مبتلا ہوئے روز بروز اس میں تیزی ہوتی گئی۔ اسی حالتِ مرض میں تمام امانتیں واپس کیں اور باوجود شدّتِ تپ کے اوقاتِ نماز میں فرق نہ ہوا۔ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمم کر کے جماعت سے پڑھتے تھے اور اوراد و وظائف اور دس پارے قرآنِ کریم کے تلاوت فرماتے تھے۔ ۱۵ رجمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ پیر کا دن گزار کر شب میں عشاء کے بعد تلخیِ سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جامِ وصال نوش فرمایا۔ وقتِ وصال آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی جس میں تیس سال تعلیم و ارشاد میں گزارے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کی خبر پاکر سارا شہر نمازِ جنازہ کے لیے امنڈ آیا۔ عید گاہ کے میدان میں نمازِ جنازہ ہوئی اور اپنی مسجد کے متصل جانبِ مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولادِ امجاد: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے پانچ بیٹے مولانا احسان حسین مجددی، جناب عرفان حسین مجددی (صغر سنی میں انتقال کر گئے)، مولانا معوان حسین مجددی، جناب رضوان حسین مجددی (دس سال کی عمر میں انتقال کر گئے)، مولانا ریحان حسین مجددی اور دو بیٹیاں تھیں[1]

مذکورہ صاحبزادگان میں سے اب کوئی موجود نہیں ہے۔ البتہ مولوی احسان حسین

---

[1] شیخ ابوالخیر مکی - ہدیۂ احمدیہ ص ۹۴

مجددی علیہ الرحمہ کی اولاد میں ابوالمکارم ذکاءالاسلام مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ اور جناب منشی جواد حسین مجددی محلہ کھاری کنواں رام پور میں بقید حیات ہیں۔

تلامذہ: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مولانا احسان حسین مجددی فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی۔ [۱]

۲۔ مولانا سید ارشد علی رام پوری۔ [۲]

۳۔ مولانا اعجاز حسین مجددی رام پوری۔ [۳]

۴۔ مولانا امداد اللہ خاں عرف بنے خاں نقشبندی مجددی۔ [۴]

۵۔ مولانا امداد حسین مجددی رام پوری برادر اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی [۵]

۶۔ مولانا حامد حسن رامپوری مدرس منظر اسلام بریلی۔ استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری [۶]

۷۔ امیر ملت مولانا پیر سید شاہ جماعت علی محدث علی پوری [۷]

۸۔ مولانا حامد حسین نقشبندی مجددی ساکن آغا شاہ پور ضلع مراد آباد مدرس مدرسہ ارشاد العلوم کھاری کنواں رام پور۔ [۸]

۹۔ مولانا حکیم حسین رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔ [۹]

---

[۱] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۷ [۲] ایضاً ص ۳۵

[۳] بروایت مولوی سجاد حسین مجددی

[۴] بروایت مولانا انعام اللہ نقشبندی مجددی ساکن پیپل سانہ ضلع مراد آباد یوپی

[۵] مولانا محمود احمد قادری تذکرہ علماء اہل سنت ص ۱۱۱

[۶] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۶۰ [۷] سیرت امیر ملت ص

[۸] بروایت مولانا انعام اللہ نقشبندی مجددی

[۹] مولانا ڈاکٹر حسن رضا خاں ...

۹۔ مولانا حشمت اللہ خاں رام پوری گوجرنالہ ناظم آباد کراچی (پاکستان) ؎۱
۱۰۔ مولانا حفیظ اللہ خاں رام پوری قاضی القضاۃ۔ ؎۲
۱۱۔ مولانا سید میاں خواجہ احمد قادری رام پوری مہتمم اول مدرسہ ارشاد العلوم۔ ؎۳
۱۲۔ مولانا مفتی سید محمد دیدار علی قادری رضوی محدث الوری امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور (پاکستان) ؎۴
۱۳۔ مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری۔ ؎۵
۱۴۔ مولانا سراج الدین احمد خاں رام پوری نائب مجسٹریٹ جے پور۔ ؎۶
۱۵۔ سراج الفقہاء مولانا مفتی ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری ناظم مدرسہ ارشاد العلوم۔ کھاری کنواں رام پور۔ ؎۷
۱۶۔ مولوی شبلی نعمانی مؤلف سیرت النبی ؎۸
۱۷۔ مولانا سید شجاعت علی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔ ؎۹
۱۸۔ مولانا محمد طیب عرب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور۔ ؎۱۰

؎۱ خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۶
؎۲ مولوی محمد ادریس نگرامی۔ تذکرہ علماء حال۔ ص ۲۳
؎۳ بہ روایت مولوی سجاد حسین مجددی۔
؎۴ (الف) مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہل سنت ص ۳۵
(ب) مولانا ڈاکٹر حسن رضا خاں۔ فقیہ اسلام ص ۲۵۷
؎۵ بہ روایت مولوی سجاد حسین مجددی
؎۶ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور۔ ص ۱۵۰ ؎۷ ایضاً ص ۱۵۸
بہ روایت مولوی سجاد حسین مجددی
؎۸ مولوی سید سلیمان ندوی حیات شبلی ص ۴۹۲
؎۹ (ب) مولانا حشمت علی خاں قادری۔ الصوارم الہندیہ ص ۱۴۱
؎۱۰ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۸۱۔

۱۹۔ شمس العلماء مولانا ظہور حسین فاروقی نقشبندی رام پوری۔ سابق صدر المدرسین دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف مہتمم ثانی مدرسہ ارشاد العلوم۔ لہ

۲۰۔ مولانا عبد اللہ نقشبندی مجددی ساکن ٹنگلیا عاقل ضلع رام پور مہاجر و محدث حرم شریف۔ ۲ہ

۲۱۔ مولانا عبد الحمید خاں ابن مُلّا غفران رام پوری۔ ۳ہ

۲۲۔ مولانا محمد عبد الجلیل خاں حیدر آبادی۔ ۴ہ

۲۳۔ مولانا صوفی عبد الرحمٰن نقشبندی مجددی بنگال۔ ۵ہ

۲۴۔ مولانا عبد الغفار خاں نقشبندی مجددی رام پوری مرتب فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل و دوم۔ ۶ہ

۲۵۔ مولانا عبد القادر خاں نقشبندی مجددی۔ ۷ہ

۲۶۔ مولانا عبد القادر خاں کابلی مفتی عدالت ریاست رام پور۔ ۸ہ

۲۷۔ مولانا عبد الواحد ولایتی ثم رام پوری۔ ۹ہ

لہ (الف) حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۱۲۵
(ب) مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہلِ سنت ص ۱۰۸

۲ہ بہ روایت مولانا انعام اللہ نقشبندی مجددی۔

۳ہ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۲۱۲

۴ہ بہ روایت مولانا انعام اللہ نقشبندی مرادآبادی

۵ہ بہ روایت مولوی سجاد حسین مجددی

۶ہ حافظ احمد علی خاں شوق تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۲۳۱

۷ہ ایضاً ۲۶۹

۸ہ بہ روایت مولوی انعام اللہ مرادآبادی

۹ہ مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہلِ سنت ص ۱۲۴

۲۸۔ مولانا حافظ علاء الدین احمد مجددی رام پوری۔ ۵۱؎

۲۹۔ صاحبزادہ مولانا علی عباس خاں رام پوری مفسر قرآن (تفسیر سورۂ یوسف بے نقط عربی زبان میں لکھی) ۵۲؎

۳۰۔ مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی مجددی رام پوری مؤلف مقاماتِ ارشادیہ۔ ۵۳؎

۳۱۔ مولانا غوث بخش خاں رام پوری۔ ۵۴؎

۳۲۔ مولانا غلام محی الدین عرف چھٹن میاں۔ ۵۵؎

۳۳۔ پروفیسر مولانا سید فدا علی رام پوری۔ ۵۶؎

۳۴۔ مولانا سید محمد گوہر علی نقشبندی مجددی رام پوری۔ ۵۷؎

خلفاء: (۱) سراج الفقہاء مولانا مفتی شاہ ابو الذکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری۔ ۵۸؎

(۲) مولانا امداد حسین مجددی برادر اکبر مولانا محمد ارشاد حسین مجددی۔ ۵۹؎

(۳) مولانا عبد الغفار خاں نقشبندی رام پوری۔ ۶۰؎

(۴) مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی مجددی رام پوری۔ ۶۱؎

۵۱؎ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۲۵۷

۵۲؎ ایضاً ص ۲۶۱ ۵۳؎ ایضاً ص ۲۶۹

۵۴؎ مولانا سید آلِ مصطفیٰ مارہروی۔ مقدس خاتون ص ۳۶

۵۵؎ بروایت مولوی سجاد حسین مجددی۔

۵۶؎ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۱۳

۵۷؎ بروایت مولوی سجاد حسین مجددی

۵۸؎ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۱۸۰ ۵۹؎ ایضاً ص ۶۰

۶۰و۶۱؎ مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی ص ۳۴۸

۵۔ مولانا عبدالقیوم خاں نقشبندی مجددی۔ [۱]

۶۔ مولانا ریاست علی نقشبندی مجددی شاہجہانپوری۔ [۲]

۷۔ مولانا صوفی عبدالرحمٰن نقشبندی مجددی بنگالی۔ [۳]

۸۔ مولانا عبدالقادر خاں نقشبندی مجددی۔ [۴]

تصانیف: (۱) انتصار الحق [۵] صفحات ۴۱۶۔ مطبوعہ

(۲) ترجمہ کتاب الجبل عالمگیری (اردو) [۶] صفحات ۱۳۶ غیر مطبوعہ

(۳) فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل۔ صفحات ۱۴۰ مطبوعہ

(۴) فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم [۷] صفحات ۱۸۴ مطبوعہ

(۵) ارشاد الصرف [۸] صفحات ۲۸۰ مطبوعہ

تقاریظ: (۱) تقریظ بر "اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی التہامہ" مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ۔

(۲) تقریظ بر "ایذان الاجر" مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

(۳) تقریظ بر "کفل الفقیہ الفاہم" مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

(۴) تقریظ بر "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

---

۱ و ۲ھ مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی ص ۳۴۸ تا ۳۴۹

۳ھ بروایت مولوی سجاد حسین مجددی [۴]ھ حافظ احمد علی خان شوقؔ۔ تذکرہ کاملان رامپور ص ۲۳۶

۵ھ دوبارہ طبع ہو چکی ہے۔ وجہ تالیف جاننے کے لیے ملاحظہ ہو اِس کتاب کا ص ۲۵۔۲۶

۶ھ یہ ترجمہ رامپور رضا لائبریری میں ہے۔ کتاب کا خط اچھا نستعلیق اور روشنائی سیاہ اور شنجرفی ہے۔ کاغذ ہلکا بادامی لیمی مل کا ہے۔ جلد ٹی اور عام حالت اچھی ہے! وراق ۶۸، سطور ۱۵ اور ناپ ۲۹ × ۱۸ اسینٹی میٹر ہے۔ (مولوی امتیاز علی خاں عرشیؔ۔ فہرست مخطوطات اردو جلد اول ص ۱۲۹) [۷]ھ دونوں جلدیں دوبارہ طبع ہو چکی ہیں۔

۸ھ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ پہلے چھپے والسیاء پر (باقی صفحہ ۳۲ پر)

(۵) تقریظ بر "قامع المحدید" مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

(۶) تقریظ بر "جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد" مؤلفہ حضرت محدث سورتی قدس سرہٗ

(۷) تقریظ بر "اغلاطِ قاسمیہ"

(۸) تقریظ بر "انوارِ ساطعہ" مؤلفہ مولانا عبد السمیع انصاری رام پوری قدس سرہٗ

(۹) تقریظ بر "تحفۃ العلماء" مؤلفہ مولانا سکندر علی واصل خالص پوری قدس سرہٗ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) محلہ زیارت حلقہ والی رام پور میں مقیم تھے، مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی مجددی کو کتاب "راہِ نجات" کا ایک مسئلہ سمجھنے کی ضرورت پیش آئی۔ مولانا حافظ محمد عنایت اللہ خاں اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے پہلی نظر میں جوہر قابل کو سمجھ لیا، انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ پہلے مسئلہ سمجھایا پھر فرمایا "تم خود علم کیوں نہیں پڑھ لیتے" مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نے جواب میں عرض کیا کہ "میں اب جوان ہو چکا ہوں، بچوں کے مثل ابتدائی کتابیں پڑھنے سے ایک قسم کی حیا دامن گیر ہوتی ہے" مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فرمایا کہ "حیا کی کوئی بات نہیں ہم تم کو ایسی کتاب پڑھائیں گے جس کو اب تک کسی نے نہیں پڑھا ہوگا" مولانا حافظ عنایت اللہ خاں پر مولانا محمد ارشاد حسین مجددی علیہ الرحمہ کی اس گفتگو کا خاص اثر ہوا، تعلیم کا ارادہ مصمم کر لیا۔ چنانچہ سبق شروع ہو گیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی روزانہ مسائلِ صرف کی ایک تقریر لکھوا دیتے تھے، ان ہی تقریروں کا مجموعہ بعد کو "ارشاد الصرف" کے نام سے موسوم ہوا جس کا تتمہ سراج الفقہا حضرت مولانا مفتی محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری قدس سرہٗ نے لکھ کر طبع کرایا۔

۱۲ رضوی

نذرانۂ اہلِ علم و دانش

۷۸۶
۹۲

مولانا شیخ ابوالخیر مکی مؤلف ہدیۂ احمدیہ رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا ارشاد حسین مرحوم فاضل و محقق کامل تھے"۔ ۵۱

امام اہلِ سنت مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی

"اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مائۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل کے بڑے مدّاح تھے"۔ ۵۲

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیفِ لطیف "کفل الفقیہ الفاہم" میں آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"واقضی علیہ ناس من کبار علماء الھند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ"۔ ۵۳

مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی

ایک روز مرشد زادگان اور آپ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ آپ نے بہ پاسِ ادب شیخِ طریقت کی خدمت میں رخصت ہونے کی درخواست پیش کی اور اجازت کے لیے اصرار کیا۔ شیخِ طریقت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی شخص اپنے دل و جان سے دُوری اور آنکھوں سے مہجوری

---

۵۱ مولانا شیخ ابوالخیر۔ ہدیۂ احمدیہ ص ۹۳ ۹۴

۵۲ مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہل سنت ص ۲۵

۵۳ مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی ... ص ۱۶۱

کیسے گوارہ کر سکتا ہے، یہ خیال چھوڑ دو اور شیر و شکر ہو کر رہو!" ۵۱

حافظ احمد علی خاں شوق مؤلف تذکرہ کاملانِ رام پور

"مولانا ارشاد حسین مجددی ــــ حافظِ کلامِ ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، درویش، مدبر غرض کہ ظاہری و باطنی کوئی ایسا کمال نہیں ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہ ہو!" ۵۲

مولانا محمد حسن نقشبندی مؤلف "مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ"

"حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی، آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادگان کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوکِ مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی ــــ کمترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے، عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی وکوہِ استقامت و متخلق باخلاقِ نبویہ تھے" ۵۳

حافظ محمد حسین مرادآبادی۔ مؤلف "انوار العارفین" (فارسی)

"مولوی ارشاد حسین ــــ حافظِ آیاتِ قرآنی، واقفِ اسرارِ ربانی، مفسرِ کلامِ رب العالمین، محدثِ حدیثِ سید المرسلین، مدرسِ فقہ و اصول، فہمندۂ دقائقِ معقول عالم اند، متقی و متورع اکثر اوقات خود را بہ درس و تدریس می گذارند و عمل بر عزیمت!" ۵۴

---

۵۱ مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

۵۲ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۳۰

۵۳ مولانا محمد حسن نقشبندی۔ مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۴۸

۵۴ حافظ محمد حسین مرادآبادی۔ انوار العارفین ص ۵۰۹

خواجہ رضی حیدر۔ مؤلف "تذکرہ محدث سورتی"!

"مولانا ارشاد حسین رام پوری کو ان کے تقریباً تمام معاصرین علماء نہایت محترم رکھتے تھے"! ؎۱

مولانا عبد الاوّل جونپوری مؤلف "مفید المفتی"

"مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری جامع العلوم"! ؎۲

مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری مصنف "انوارِ ساطعہ"

حضرت مولانا عبد السمیع انصاری رام پوری قدس سرہٗ کو آپ کے علوم صوری و معنوی کے کمالات کا اعتراف تھا۔ موصوف آپ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف "انوارِ ساطعہ" میں ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

"القمقام والنحرالهمهام، تاج المحدثین سراج المتفقهین، الأديب المصقع، المتكلم النبيه، العارف المحدث المفتی جامع الشريعة والطريقة، مجمع البحرين مولانا ارشاد حسين صانه عن كل شين"! ؎۳

مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی شہزادہ وسجادہ نشین حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی

(الف) حضرت مولانا ارشاد حسین ـــــ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کے اکابر اصحاب اور اجلۂ خلفاء میں کامیاب ہوتی ہیں۔

؎۱ خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۵

؎۲ مولانا عبد الاوّل۔ مفید المفتی ص ۱۴۴

؎۳ مولانا عبد السمیع۔ انوارِ ساطعہ ص ۲۷۱

انھوں نے مراتبِ سلوک کو جیسا کہ چاہیے طے فرمایا ہے حضرت قبلہ۔ مولانا کے علوم صوری و معنوی کے کمالات کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے۔" ؎۱

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے ایک فتوے کی تصدیق میں رقم طراز ہیں:

"مولٰینا المجیب، قد ورۃ اھل التحقیق والتدقیق، فصیح مقبول" ؎۲

مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی بانیٔ مدرسۃ "مدرسۃ الحدیث" پیلی بھیت

حضرت محدث سورتی کو مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری کی ذات سے ایک خاص تعلق تھا چنانچہ اکثر وبیشتر رام پور تشریف لے جاتے اور حضرت مولانا سے نیاز حاصل کرتے ۔۔ دختر زادہ حضرت محدث سورتی قبلہ حسن میاں نے راقم الحروف کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا جب کبھی پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت محدث سورتی کے مہمان ہوتے۔ محدث سورتی نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ منیۃ المصلی کی شرح "التعلیق المجلی" کے صفحہ ۱۱ پر آپ کا ذکران القاب و آداب سے کیا ہے:

"دھھنا تحقیق شریف لقطب الارشاد المحدث النبیہ والفقیہ الوجیہ سندنا العلامۃ و مستند الفھامۃ سیدنا مولٰینا الشیخ ارشاد حسین الرامفوری" ؎۳

؎۱ مولانا حامد علی خاں - معارفِ عنایتیہ ص ۱۷، بحوالہ مقاماتِ سعیدیہ

؎۲ مولانا ارشاد حسین - فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۱۷

؎۳ خواجہ رضی حیدر - تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۵

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی بانیِ جامعہ نعیمیہ مراد آباد

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی صاحب تفسیر "خزائن العرفان" علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنّی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"سُنّی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمۂ دین، مسلم مشایخِ طریقت اور متاخر علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ" ۵۱

مولانا محمد نواب افغانی مہاجر مکہ۔ مدرس مدرسہ عالیہ رامپور

"آپ کی نظر شفا اور ہر مرض کا تعویذ ہے" ۵۲

مولانا نور الحسین فاروقی رامپوری صدر المدرسین دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی

شیخ مشائخنا الفخام، قدوۃ الانام، الامام الہمام، قرم الاعلام علامۃ الوجود، قطب الارشاد حضرت مولانا محمد ارشاد حسین المجددی النقشبندی قدس سرہ و افاض اللہ علینا من برکاتہ فی الدارین ۵۳

---

۵۱ الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۴۵ء ص ۹

(ب) حجاز جدید دہلی جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۱ کالم ۲

۵۲ مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی مقامات ارشادیہ (اردو) ص ۱۲۶

۵۳ مولانا نور الحسین فاروقی [illegible]

اعترافِ حقیقت

مولوی امتیاز علی خاں عرشی سابق ڈائرکٹر رام پور رضا لائبریری رامپور

مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری — رام پور کے مشہور عالم، حافظِ کلامِ ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، مدبر اور درویش تھے۔ بڑے خوش لباس، خوش اخلاق اور خوش اوقات بھی تھے۔ نواب کلب علی خاں بہادر بہت ادب و تعظیم کرتے تھے۔ اوراد و وظائف اور حلقہ و مراقبے سے کوئی وقت خالی نہ ہوتا۔ ان اشغال کے ساتھ درس و تدریس اور وعظ و پند کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ دربار اور اہلِ شہر دونوں پر بڑا اثر تھا۔ [۱]

مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی

مولانا ارشاد حسین رام پوری —— اپنے عہد کے مشہور علمائے احناف میں تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نسل سے تھے، آپ کی ولادت رام پور میں ہوئی اور وہیں ملّا نواب بن سعداللہ افغانی سے معقول و منقول کی تکمیل کی اور جملہ علوم میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام پر فائز ہو گئے۔ [۲]

مولوی سید سلیمان ندوی۔ مدیر "معارف" اعظم گڑھ

شبلی نعمانی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعتِ نظر، اصابت

---

[۱] مولوی امتیاز علی خاں عرشی۔ فہرستِ مخطوطات اردو جلد ۱ ص ۱۲۸

[۲] مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی۔ تذکرہ علماءِ اعظم گڑھ ص ۱۰۳

[۳] مولوی سید سلیمان ندوی۔ حیاتِ شبلی ...

رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر برسبیل تذکرہ ان کے کمال، فہم وادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے ــــ مولانا ارشاد حسین نہایت متشدد حنفی تھے، مولوی نذیر حسین صاحب کی "معیارِ حق" کے جواب میں "انتصار الحق" ان ہی نے لکھی ہے اور علامہ شبلی کو بھی فقہ حنفی کی حمایت میں بہت غلو تھا غالباً یہی ایک وجہِ انتخاب ہوئی۔ بہر حال مولانا نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر فقہ واصول کی تعلیم حاصل کی۔ ۵۱

ب ۔ رام پور اور لاہور کے تعلیمی سفر ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۲ھ کے تحت سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا ہے کہ:

رام پور میں خلد آشیاں نواب کلب علی خاں کی جوہر شناسیوں نے ہر فن کے ارباب کمال یکجا کر دیئے تھے۔ راقم نے خود استاد مرحوم کی زبانی سنا ہے کہ اوّل اوّل ان کو مولانا عبد الحی فرنگی محلی مرحوم کی شہرتِ کمال لکھنؤ لے گئی، مگر علامۂ مرحوم کچھ تو فطری جودتِ طبع اور کچھ فیضِ فاروقی کی بدولت نقد و اجتہاد کے خوگر تھے اور جہاں جاتے ان کی نظر پہلے ہی جوہر کی تلاش کرتی، اس لیے نالۂ ادب تہ کرنے سے پہلے ہی لکھنؤ سے قدم اٹھ گئے اور رام پور کا رخ کیا۔ یہاں اس وقت دو باکمال اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ معقولات میں سلسلۂ خیر آبادی کے خاتم مولانا عبد الحق خیر آبادی اور فقہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی، ابتداءً مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں سے استفادہ کریں مگر ان جرگواروں میں معاصرانہ چشمک اس حد تک تھی کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے حلقۂ درس میں باریاب نہ ہو سکتا تھا، مجبوراً مولانا کو انتخاب کرنا پڑا

---

۵۱ مولوی ؍ سید سلیمان ندوی۔ حیاتِ شبلی ص ۔۔۔ ، ۔۔۔

مولوی شبلی نعمانی کا خط اپنے استاد مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کے نام

مخدوم و مطاع ما دامت افضالہم۔ پس از آداب مراسم تحیت و تسلیم آنکہ، ملازمان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جد و جہد سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کے لیے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کیے، اس وقت جو میرے زیر تحریر ہے وہ ان کے فتاوی ہیں۔ عقود الجمان میں ان کے چند فتاوی مذکور ہیں، لیکن دو جگہ مجھ کو شک پیدا ہوا، اس لیے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے۔ اصلی عبارت لکھ کر شبہہ لکھتا ہوں:

قال یا ابا حنیفۃ یا ابا الخطاب ماتقول فی رجل غاب عن اھلہ اعواما ونعی الیھا فظنت امرتہ انہ میت فتزوجت ثم قدم زوجھا الاول وقد ولدت ولدا فنفی الاول وادعاہ الثانی اکل واحد منھما قذفھا ام الذی انکر الولد۔

مجھے اس میں شبہہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کیا معنی، باقی یہ امر کہ ولدیت کے ادعا اور انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے، اس امر پر دو سوال ہیں (۱) کیا کسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہو سکتا ہے؟ (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں داخل ہے؟ ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھول دے۔

دوسرا فتوی یہ لکھا کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے، ایک شخص پر سانپ آکر

نوٹ:۔
اس خط کا جواب فتاوی ارشادیہ جلد اوّل کے ص ۹۳، ۹۴ اور ۹۵ پر تحریر ہے، طوالت کے خوف سے یہاں شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔

گرا، اُس نے دوسرے پر پھینک دیا، اسی طرح تین یا چار آدمی تک نوبت پہنچی، آخر میں اُس نے ایک شخص کو کاٹ لیا، اور وہ مرگیا، امام صاحب نے فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو کسی پر نہیں، اس پر شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اُس کا اضطراری فعل تھا، اس اضطراری فعل پر وہ کیوں ماخوذ ہوا، فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے، جواب جلد مرحمت ہو، ورنہ میرا حرج ہوگا۔[۱]

مولوی عبدالحی رائے بریلوی، سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الشیخ العالم الفقیہ إرشاد حسین بن أحمد حسین بن محی الدین بن فیض أحمد بن کمال الدین بن درویش أحمد بن زین بن یحییٰ بن أحمد العمری السرہندی ثم الرامفوری أحد العلماء المشہورین فی الھند، کان من نسل الشیخ أحمد بن عبد الأحد السرہندی إمام الطریقۃ المجددیۃ۔

ولد ونشأ ببلدہ رامفور، وقرأ علی ملا نواب بن سعد اللہ الأفغانی المھاجر الی مکۃ المبارکۃ والزمہ مدۃ طویلۃ حتی برع وفاق أقرانہ فی المعقول والمنقول ثم سافر الی دھلی ولازم الشیخ أحمد بن سعید بن أبی سعید المجددی الدھلوی وأخذ الطریقۃ عنہ وأسند الحدیث، ثم رجع الی رامفور وعکف علی الدرس والإفادۃ والإرشاد والتلقین، وانتہت الیہ الفتیا ورئاسۃ المذھب الحنفی برامفور، وحصل لہ القبول العظیم والمنزلۃ الجسیمۃ عند صاحبھا کلب علی خان الرامفوری کان یحترمہ

---

[۱] مولانا محمد ارشاد حسین مجددی: فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۹۳

ویتانی اشاراته بالقبول، وله مصنفات عدیدة، منها انتصار الحق فی الرد علی معیار الحق للمحدث الدهلوی،

مات یوم الاثنین منتصف جمادی الآخرة سنة احدی عشر وثلاث مائة الف برامفور[۵۱]

۵۱ مولوی عبدالحی رائے بریلوی۔ نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۹ ۴۴۹، ۵۰۔

مکتوبات

مکتوبِ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ــ از محمد ارشاد حسین عفی عنہ

عزیزی و اخی میاں کریم شاہ وفقہ اللہ سبحانہ ــ پس از دعا معلوم نمایند

علی سقائے مدنی کہ بسبیلِ الٰہی سرکاری در مدینہ منورہ متعلق با آنست برائے گرفتن سالانہ عطائے سرکاری حاضر می شد، در راہِ بیمار شدید شدہ۔ بمدینہ منورہ واپس رفت۔ و تبرکات و عرضی خود برائے ارسال سالانہ بوساطتِ فقیر بسرکار فرستاد۔

لہٰذا تبرکات و عرضی مشار الیہ مرسلت بملاحظہ عالی سرکار گزرانند، و ہر چہ حکمِ سرکار بر عرضی او نافذ شود ازاں اطلاع دہند۔

و نیز جیلر سابق حافظ امان اللہ خاں کہ حساب کارخانہ جیل خانہ از او پیش بودہ۔ بوجہ بودنِ ہر دو محرران جیل خانہ و عدالت فوجداری از رشتہ داران قریب لالہ مدن لعل و دیوان، جانکی پرشاد۔ ہیچکس از عملۂ فوجداری و محکمۂ صدر گوش بر عذر ہائے مشار الیہ نمی دہند ہر چند عذر ہائش واقعی و قابل سماعت ہستند و منشاء حاکم محکمۂ صدر موافق آرائے اہلِ عملہ بمقر رکنانیدن آغا غنی بر کار جیلری و تذلیل و تخریب حافظ صاحب مذکور بودہ است، چنانچہ باوجود دادنِ ضمانت حاضری و مالی آنرا امروز مقید حوالات کردہ اند۔

و تا وقتیکہ سرکار بنظرِ معدلت و غریب نوازی بنفسِ نفیس ملاحظۂ عذر ہائش نخواہند فرمودہ و بہ پیشگاہ عالی طلب فرمودہ بیانش نخواہند شنید، نامبردہ

باتفاق جمیع اہلِ عملہ ہلاک خواہد شد

لہٰذا حال مشارالیہ تا بسمع ہمایوں سرکار رسیدن ضروریست کہ
فردا درباب مشارالیہ عرض ومعروض از اہلِ عملۂ صدر پیش شد نیست
فقط والدعا[1]

ترجمہ:- عزیزی واجبی میاں کریم شاہ وفقہ اللہ سبحانہ۔ دعا کے بعد معلوم
ہو کہ علی سقائے مدنی کہ جو سرکاری للّٰہی سبیل مدینۂ منورہ میں اس سے متعلق ہے بسالِ آئندہ
عطیات سرکار سے حاصل کرنے کے لیے حاضر ہو رہا تھا کہ راستے میں سخت بیمار ہو گیا
اور مدینۂ منورہ واپس چلا گیا۔ تبرکات اور اپنی عرضی میرے (فقیر) حوالے سے سرکار کو بھیجی ہے۔ لہٰذا
تبرکات اور عرضی اس کی بھیجی جا رہی ہے سرکارِ عالی کے ملاحظہ سے گزار دی جائے۔ اور جو کچھ حکم بھی
اس کی عرضی پر جاری ہو اس سے مطلع کریں۔

اور یہ کہ سابق جیلر حافظ امان اللہ خاں کا حساب جیل خانہ کے بارے میں پیش ہوا ہے
وہ ان دونوں محررانِ جیل خانہ فوجداری کی وجہ سے ہے جو قریبی رشتہ دار ہیں لالہ مدن لعل اور دیوان جانکی
پرشاد کے اور کوئی بھی شخص امان اللہ خاں کے عذر پر کان نہیں دھرتا عملۂ فوجداری اور محکمۂ صدر کا۔
حالانکہ ان کے عذر واقعی قابلِ سماعت ہیں۔ اور محکمۂ صدر کے حاکم کی رائے اس کے عملہ کی رائے
کے مطابق آغا غنی کو جیلری کے کام پر مقرر کرانے میں حافظ صاحب کی تذلیل اور خرابی ہے۔ چنانچہ
ضمانت حاضری ومالی دے دینے کے بعد بھی آج انھیں حوالات میں مقید کر دیا ہے جب تک کہ
سرکار خود انصاف کی نظر سے اور غریب نوازی کے طور پر بہ نفسِ نفیس اس کے عذر ملاحظہ نہیں
فرمائیں گے اور اپنے حضور طلب کر کے اس کا بیان نہ سماعت فرمائیں گے تو نام بردہ (حافظ
امان اللہ خاں) تمام اہلِ عملہ کے اتفاق کر لینے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کا
حال سرکار کی سماعت تک پہنچنا ضروری ہوا۔ اس لیے کہ کل اہلِ عملہ کی جانب سے اس کے
(امان اللہ خاں) کے بارے میں رپورٹ پیش ہونا ہے۔ ۱۲ رضوی

---

[1] عطیہ از مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ نبیرۂ حضرت مولوی محمد ارشاد حسین
مجددی قدس سرہٗ

مکتوب دوم

زان روی کہ چشم تست احول   معبود تو پیر تست اول

رشحات عین الحیات حضرات مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات میں مولانا علی بن الحسین کاشفی المتخلص بہ صفی علیہ الرحمہ کے تالیفات سے مشہور کتاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ قدیم خوش خط لکھا ہوا ہے جو حضرت اقدس مولانا و مرشد حافظ سید فرزند علی محدث نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ نے ہجرت سے پہلے مجھے مرحمت فرمایا تھا وہ اب تک میرے کتب خانے کی زینت اور باعث خیر و برکت ہے۔

اس کتاب میں میر حسین علیہ الرحمہ کا شعر مذکورۂ بالا ایک موقع پر لکھا ہے۔ جب میں نے پڑھا تو بخوبی سمجھ میں نہیں آیا۔ اتفاق وقت سے حضرت مولانا قدس سرہٗ سے اس کا مطلب نہ پوچھ سکا تو میں نے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین احمدی مجددی علیہ الرحمہ سے جو بڑے نامی درویش اور عالم اور فقیہ تھے اور دار الریاست رام پور میں تشریف رکھتے تھے اس کا مطلب بذریعہ عریضہ کے دریافت کیا۔ جناب ممدوح کی عنایت میرے حال پر تھی، آپ نے اس کا جواب بذریعہ خط کے تحریر فرمایا۔ وہ خط اس وقت تک خوش قسمتی سے محفوظ رہ گیا ہے۔ اس خط کو چھتیس ۳۶ سال سے زیادہ مدت گزری۔ اب اس کی نقل معارف میں چھاپنے کے لیے بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ ناظرین معارف میں سے جن لوگوں کو تصوف اور اس قسم کے اشعار سے دلچسپی ہوگی شوق سے پڑھیں گے اور مستفید ہوں گے۔

والسلام علی البررۃ الکرام فقط محمد اعجاز حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ — از محمد ارشاد حسین عفی عنہ

مولوی صاحب مجی مخلصی مولوی محمد اعجاز حسن صاحب وفقہم اللہ سبحانہ لرضائہ ——— پس

از سلام مسنون مطالعہ نمایند رقیمۂ کریمہ رسید جواب مسئلہ مستفسرہ علیحدہ نوشتہ بود در رقیمہ می فرستم و آنچہ از شعر مذکورہ رشحات پرسیدند بیانش مختصر این کہ معاملہ عابد با معبود آنست کہ چون و چرا در اطاعت و امتثال او مراد انتہائے نواہی معبود عابد را نمی رسید و اگر از عابد درین امور در ظاہر یا در باطن واقع شود خلاف عبادت ست پس ضابطۂ مرید مستعد بہ نسبت شیخ کامل در ابتدا ہمین ست کہ ہر چہ پیر مقتدا از مریدی خواہد ہمان بجا آورد و علم و ادراک خود اندیشۂ نفع و ضرر مزعومۂ خویش یکسر ترک نماید و چون چرا را در افعال و احکام و امور شیخ راہ ندہد چنانچہ حافظ شیرازی اشارہ بایں معنی می فرمایند ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

پس در شعر مذکور می فرمایند کہ معبود تو در اول یعنی ابتدائے ارادت و شروع سلوک پیر تست یعنی چنانکہ عابد را با معبود گنجائی چون و چرا نیست ہم چنیں ترا کہ تعلیم راہ سلوک می خواہی با پیر خود گنجایش چون چرا نیست زیرا کہ چشم تو احول ست و ایں چون و چرا از ہمان حول پیدا شد کہ بسبب حول حکم حق را کہ بر زبان پیر کامل نافذ ست غیر حق بحکم حق می دانی پس اندیشہ کنی و گوئی کہ ایں امر چرا کنم کہ خلاف مقصود من است و آں چرا نہ کنم کہ مرا نافع ست دریں صورت از راہ و رسم مریدین دور رفتی و سرمایہ استعداد از دست دہی لہٰذا می فرمایند "زان رو کہ چشم تست احول" و مقتضائے آں یک شئے را دو دیدن ست و بمقتضائے آں حکم پیر را غیر حکم حق قرار دہی لہٰذا می باید کہ پیر خود را معبود خود دانی و چون و چرا در احکام او بگزاری ورنہ از شیخ کامل منتفع نخواہی شد و بعد حصول مناسبت معتدبہا و ملکۂ اخذ از جانب حق حاجت ایں چنیں انقیاد و عبادت نیست فقط اینست مختصراً بیان شعر واللہ سبحانہٗ اعلم (مرقومہ سنہ ۱۳۱۱ھ)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عَلَیْکُمْ بِمُجَالَسَۃِ الْعُلَمَاءِ وَاِسْتِمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحْیِ الْقَلْبَ الْمَیِّتَ بِنُوْرِ الْحِكْمَۃِ كَمَا یُحْیِ الْاَرْضَ الْمَیْتَۃَ بِمَاءِ الْمَطَرِ۔

(الاستعداد لیوم المعاد۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری ص۵ مطبوعہ الہ آباد)

سیّدِ عالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء کی مجلس میں بیٹھو اور حکماء کی باتوں کو توجہ کامل سے سنو۔ اِس لیے کہ اللّٰہ تعالیٰ نورِ حکمت سے مُردہ دِلوں کو اِس طرح زندگی بخشتا ہے جیسے بارش سے مُردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

تعلیمات

کلمۂ طیبہ قرآنِ کریم میں دو مقام پر ہے

کلمۂ طیبہ: کلامِ سبحانی اور وحیِ ربّانی ہے اور وارد ہے قرآن شریف میں دو جگہ—
ایک سورۂ والصافات میں کما قال سبحانہ وتعالیٰ:

إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ [1]

[جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے۔ (کنزالایمان)]

اور اس جگہ یہ آیت اس واسطے نازل فرمائی کہ جب کفار بہکے ہوئے اور ان کے بہکانے والے سب، دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور تابعین و متبوعین میں جھگڑا ہوگا — پس حق تعالیٰ ان کے احوال سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ سب عذابِ دوزخ میں شریک ہیں — اس واسطے کہ یہ سب کلمۂ توحید سے انکار کرتے تھے — اور منکر کلمۂ توحید کا لائقِ دوزخ ہے خواہ تابع ہو یا متبوع۔

اور دوسری جگہ سورۂ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جیسا کہ فرمایا حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ [2]

[تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں (کنزالایمان)]

اور نزول اس کا اس محل میں اس واسطے تھا کہ ایک اعرابی نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو فرمایا حق تعالیٰ نے کہ یہ لوگ قیامت کو پوچھتے

---

[1] وما لی ۲۳ الصّٰفّٰت ۳۷، آیت ۳۵

[2] حٰمٓ ۲۶ محمد ۴۷، آیت ۱۹

ہیں ــــــ علامتیں اس کی موجود ہو گئیں ــــــ اور جب قیامت آجائے گی تو ان لوگوں سے کوئی کام توبہ اور اعمالِ صالحہ کا نہ ہو سکے گا۔

لہٰذا تم اس بات کو جان لو یعنی اس بات پر ثابت اور قائم رہو کہ اللہ تعالیٰ معبودِ برحق ہے اور سوا اُس کے کوئی معبودِ برحق نہیں ــــــ تاکہ یہ توحیدِ الٰہی قیامت میں نفع بخشے۔

کلمۂ طیبہ کو کلمۂ توحید کیوں کہتے ہیں؟

اور چونکہ یہ کلمہ خالصًا توحیدِ الٰہی پر دلالت کرتا ہے اس واسطے اس کلمہ کا نام کلمۂ توحید رکھا اور اس واسطے کہ اور کلموں میں تجید اور تقدیسِ الٰہی بھی سمجھی جاتی ہے لہٰذا ان کو اور ناموں کے ساتھ موسوم کیا۔ ؎۱

کذبِ باری تعالیٰ ممتنع اور ناممکن ہے

جھوٹ بولنا باری تعالیٰ کا باتفاقِ فرقِ مسلمین کے، ممکن نہیں، ممتنع ہے۔

قال فی شرح المواقف

یمتنع علیہ الکذب اتفاقًا اما عند المعتزلۃ فلوجھین واما عندنا فبثلثۃ اوجہ انتھی

[سید سند علیہ الرحمہ نے شرح مواقف میں فرمایا ــــــ اہلِ سنت اور معتزلہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممتنع اور ناممکن ہے معتزلہ کے نزدیک تو دو وجہوں سے اور ہم اہلِ سنت کے نزدیک تین وجہوں سے۔ (۱۲ رضوی)]

لیکن یہ امر قابلِ نزاع ہے کہ یہ امتناع عقلاً ہے یا شرعًا ــــــ صحیح اور محقق یہ ہے کہ دونوں صحیح ہے۔ ؎۲

؎۱ مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۴ ؎۲ ایضاً ص ۶۰

خلفِ وعیدِ باری تعالیٰ ممتنع بالذات ہے

اگر وعیدِ الٰہی خبرِ عقاب ہے جانبِ حق تعالیٰ سے اور مقید نہیں ہے ساتھ مشیت یا عدم عفو وغیرہ کے تو خلف اس میں ممتنع بالذات ہے، اس واسطے کہ اس صورت میں وجہ خبرِ عقاب کاذب (جھوٹی ۱۲) ہوگی —— اور کذب (جھوٹ ۱۲) حق تعالیٰ کا ممتنع بالذات ہے۔

قال فی شرح المواقف فی المقصد السابع

تفریع علی ثبوت کلام اللہ تعالیٰ وھو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً انتھی

[سیّد سند علیہ الرحمہ نے شرحِ مواقف کے مقصدِ سابع میں فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے کلام کے ثبوت پر تفریع ہے اور وہ یہ ہے کہ اس پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے (۱۲ رضوی)]

اور اگر خبر نہیں —— بلکہ انشاء تخویف ہے تو اس کے لیے کوئی محکی عنہ نہیں ہے —— پس تخلّف حقیقۃً بے معنی ہے۔

اور اگر مقید ہے ساتھ مشیتِ الٰہی کے —— یا عدم عفو کے —— تاہم تخلّف حقیقۃً متصور نہ ہوگا اس لیے کہ وعدہ عقاب مطلق نہ تھا جس سے تخلّف ہوا —— اور عفو کیا یا مشیتِ عقاب متحقق نہ ہوئی تو شرطِ عقاب موجود نہ ہوئی پس تخلّف نہ ہوا۔ [۱]

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ مصطفیٰ پیدا کیا

نورِ مبارک جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب مخلوق سے پہلے پیدا ہوا جیسا کہ وارد ہے حدیث میں:

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۶۲

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

یعنی پہلی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی میرا نور تھا۔[۱]

نورِ منور رسالت مآب حضرت سرورِ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔ بمقتضیٰ

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ[۲]

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔ (کنز الایمان)

وَاللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ[۳]

نہ یہ کہ اپنی ذاتِ پاک سے کوئی چیز جدا کر کے نورِ حضرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنایا اس لیے کہ ذات خاص پاک حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ ذی بعض اور اجزا نہیں۔

قال فی عقائد النسفیۃ

ولا یتبعض ولا یتجزی ولا یترکب[۴]

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر فرضِ عین ہے

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر فرضِ عین اور متمم ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ط[۵]

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو (کنز الایمان)

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۴

[۲] وما لی ۱۰، الصّٰفّٰت ۳۷۔ آیت ۹۶ [۳]

[۴] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۳۰ [۵] ایضاً

[۵] حٰم ۲۶ الفتح ۴۸۔ آیت ۹

اور اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[1]

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو (کنز الایمان)

اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝[2]

[اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہیں تمھارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)]

اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا[3]

[رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان)]

امام قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ "شفا شریف" میں ارشاد فرماتے ہیں:

فاوجب اللہ تعزیرہ وتوقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ

[مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و توقیر کو لازم فرمایا ہے، آپ کے اعزاز و اکرام کو ضروری قرار دیا ہے۔ (۱۲ رضوی)]

لہ حٰم ۲۶، الحجرات ۴۹ آیت ۱ ۔ ۲ہ حٰم ۲۶، الحجرات ۴۹ آیت ۲
۳ہ قد افلح، الفرقان ۲۵ آیت ۶۳

امام قاضی عیاض قدس سرہٗ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

واعلموا ان حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موته وتوقیرہ وتعظیمه لازم کما کان حال حیاته وذالك عند ذکرہ علیه السلام وذکر حدیثه وسنته وسماع اسمه وسیرته ومعاملة آله وعترته وتعظیم اهل بیته وصحابته۔

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر جس طرح آپ کی حیاتِ ظاہری میں کی جاتی تھی اسی طرح ہماری نظروں سے پردہ فرمانے کے بعد بھی واجب و لازم ہے نامِ نامی سننے کے بعد (درود و سلام عرض کرنا) آپ کی حدیث کے ذکر، آپ کی سیرت، آپ کے اہلِ بیتِ اطہار اور صحابۂ کرام کا تذکرہ سنتے وقت اظہارِ عظمت وادب واجب و لازم ہے۔ (۱۲ رضوی)

ابو ابراہیم تجیبی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

واجب علی کل مومن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکته ویاخذ فی هیئة اجلاله بما کان یاخذ به نفسه لو کان بین یدیه ویتادب بما ادبنا اللہ تعالیٰ به

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا سنے تو انتہائی خشوع و خضوع کا اظہار کرے اور وقار و سکون سے رہے اور اپنی حرکاتِ ظاہری میں انہی باتوں کا مظاہرہ کرے جس طرح سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں کرتا اور ویسا ہی ادب کرے کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے حبیب کا ادب سکھایا

(۱۲ رضوی)

قاضی ابوالفضل عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

وھذہٖ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضیین رضی اللہ عنہم اجمعین[۱]

ہمارے سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کا یہی معمول رہا ہے وہ ہر موقع پر ایسے جذبات کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں (۱۲ رضوی)

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار سر کی آنکھوں سے کیا

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت جل شانہ کا دیدار شبِ معراج قولِ صحیح پر سر کی آنکھوں سے کیا ——— اگرچہ اس مسئلہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف مشہور رہا ہے مگر جمہور کا مذہب اور بہر حال منصور سے مؤیدِ یہی قول مذکور ہے[۲]

ساتوں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیشِ نظر ہے۔ یہ کہنا کہ ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اس کے حضور آئینۂ تصویر ہیں ——— ثابت اس دلیل سے قال فی روح البیان

——— قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہٖ جلیا جلاہ اللہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین من قبلہ دلالتہ صریح علی ان جمیع الکوائن الی یوم القیامۃ

---

[۱] فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۴۱-۴۲

[۲] مولانا ارشاد حسین مجددی فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۲۸

مجلّی و مکشوف کشفا تاما للانبیاء علیہم السلام

والحدیث مسطور فی معجم الطبرانی والفردوس

انتہی بقدر الحاجۃ

علامہ شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمہ نے تفسیر روح البیان میں فرمایا:

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے دنیا میرے سامنے کر دی ہے تو میں اُسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں ـــــــــ اسے اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کے لیے روشن فرما دیا ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کر دیا تھا۔

صاحب رُوح البیان فرماتے ہیں کہ

اس حدیث سے روشن کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا اس سب کا علم حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام کو عطا ہوا اور رب العزت جل جلالہٗ نے اس تمام ماکان ومایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر روشن و مجلّی فرما دیا۔

اور (یہ) حدیث معجم طبرانی اور فردوس میں ہے (۱۲ رضوی)

اور بھی حدیث زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

انظر الی عرش ربی بارزاً [۱]

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مُردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرتے ہیں

یہ قول کرنا کہ

قدرت کو وہ ترقی بخشی ـــــــ احیاء الموتی وابرص واکمہ کرتے

---

[۱] میں اپنے رب کے عرش کو صاف، واضح اور روشن دیکھ رہا ہوں ۱۲ رضوی (بقیہ صفحہ ۶۰ پر)

ہیں ثابت ہے اس برہان سے

قال اللہ تعالیٰ وتبارک واذ تخلق من الطین الآیۃ۔

وقال فی المواھب روی البیھقی فی الدلائل

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا رجلاً الی الاسلام فقال لا او من حتی تحیی لی بنتی فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارنی قبرھا فاراہ ایاہ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فلانۃ فقالت لبیک وسعدیک

[علامہ شہاب الدین ابو العباس علیہ الرحمہ نے مواہب لدنیہ شریف میں فرمایا کہ امام بیہقی نے دلائل میں روایت فرمایا بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی تو اس شخص نے کہا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا یہاں تک کہ آپ میری بیٹی کو زندہ فرمادیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کی قبر دکھا ———— اس نے اپنی بیٹی کی قبر دکھادی ———— سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی ——— اس لڑکی نے کہا لبیک وسعدیک ۱۲ رضوی]

وروی الطبرانی عن عائشۃ۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نزل الحجون کئیبا حزینا فاقام بہ ما شاء اللہ عزوجل ثم رجع مسرورا قال سألت ربی عزوجل فاحیٰ لی امی فامنت بی ثم ردھا۔

[اور طبرانی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی (وہ فرماتی ہیں کہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع)

مولانا ارشاد حسین مجددی فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۶

کے موقع پر) عقبۃ الحجون میں نزول فرمایا اس حال میں کہ آپ مغموم و محزون تھے۔ اس جگہ جتنی دیر اللہ نے چاہا رہے۔ پھر جب واپس تشریف لائے تو مسرور و شادماں تھے۔ (میں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے) فرمایا میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس جاکر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ انھیں زندہ فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمادیا۔ پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں واپس کردیا۔ (۱۲ رضوی)]

وکذا روی عن حدیث عائشۃ ایضًا

احیا ابویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتیٰ اٰمنا بہ اوردہ السہیلی وکذا الخطیب فی السابق واللاحق۔

[اور اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دُعا کی کہ والدین کریمین کو زندہ فرمادے تو اس نے دونوں کو زندہ فرمادیا پھر وہ ایمان لائے (اور ان کا انتقال ہوا)۔

حضرت سہیلی نے اس کو روایت کیا اور اسی طرح خطیب بغدادی نے السابق واللاحق میں روایت کیا۔ ۱۲ رضوی]

وعن ابی سعید عن اخیہ قتادۃ بن لعمان قال اصیب عینای یوم احد فسقطت علی وجنتی فاتیت بھما النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم فاعادھما مکانھما ولیصق فیھما نھادتا انتھی

[حضرت ابوسعید سے مروی ہے انھوں نے اپنے بھائی حضرت قتادہ بن نعمان سے روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا:

جنگِ احد کے موقع پر میری آنکھوں کو تیر لگ گیا جس سے دونوں آنکھیں رخساروں پر آگئیں ــــ میں اسی حال میں سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوا ـــــ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں آنکھوں کو ان کی جگہ لوٹا کر آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگا دیا، فوراً دونوں آنکھیں اچھی اور روشن ہوگئیں۔ ۱۲ رضوی

وقال فی موضع اٰخر

وکان عیسیٰ علیہ السلام یحیی الموتیٰ وکذالک نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احیی اللہ تعالیٰ علیٰ یدہٖ جماعۃ من الموتیٰ [۱]

[ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مُردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا۔ ۱۲ رضوی]

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت قطعی ہے

اذنِ شفاعت کا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہو گیا ہے اور پھر بھی قیامت کو اجازت ۱۲ ہوگا۔ بہرحال شفاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعی ہے [۲]

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعدِ وصال معجزات کا ظہور

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور نیز دیگر انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اکثر معجزات بعد انتقال کے اِس عالم سے منقول ہیں ـــــ تفصیل اس کی دراز ہے ـــــ اس جگہ دو چار معجزوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) سعید بن المسیب کہ بزرگ اور کبارِ تابعین میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب مسلم بن عقبہ [۳] نے بحکم یزید مدینہ منورہ کو تاراج کیا تھا ـــــ اور مسجدِ نبوی

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی: فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۷ [۲] ایضاً ص ۷۶

[۳] جسے مُسرف بن عقبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے (۱۲ رضوی)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نماز و اذان سے معطل پڑی تھی ——— اس
وقت دیوانہ بن کر مسجد میں رہا تھا ——— اور مرقد منور نبوی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے آواز اذان اور اقامت کا سن کر نماز پڑھتا تھا۔

(۲) ایک مرتبہ ایک آتش (آگ ۱۲) جانب حجاز سے تاریخ ۶۵۴ھ میں کہ طول (لمبائی ۱۲) اس کا
بقدر چار فرسنگ اور عرض (چوڑائی ۱۲) ——— اور عمق (گہرائی ۱۲) بقدر یک و نیم قامت (قد ۱۲) انسان
میل سیل (سیلاب ۱۲) کے جانب مدینہ منورہ کے آئی اور اس سے شعلہ اور حرارت (گرمی ۱۲) اس
قدر محسوس ہوتی تھی کہ پتھر پہاڑوں کے جل کر خاکستر ہوئے تھے ——— اور
بایں ہمہ مدینہ منورہ میں ہوائے بارد (ٹھنڈی ۱۲) ——— اور نسیم طیب اس میں آتی تھی
جب قریب حرم محترم مدینہ منورہ وہ آگ پہنچی ——— وہیں ٹھہر گئی ———
اور بڑا پتھر تھا کہ نصف اس کا داخل حرم محترم تھا اور نصف (آدھا ۱۲) اس کا خارج حرم
شریف سے ——— نصف خارج جل کر خاکستر ہو گیا ——— اور نصف
داخل کو کچھ آسیب (نقصان ۱۲) نہ پہنچا ———

(۳) ایک مرتبہ دو نصرانیوں نے جسم مطہر نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براہ نقب
——— مزار منور سے نکالنا چاہا اور نقب قریب مزار پہنچ گیا تھا ———
پس ایک شب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلطان
نورالدین شہید محمود بن زنگی کو جو بادشاہ شام تھا ——— خواب میں تین مرتبہ
امر (حکم ۱۲) فرمایا اور ان نصرانیوں کو دکھا دیا کہ ہم کو ان کے شر سے چھڑا ———
چنانچہ سلطان مذکور بغایت عجلت ملک شام سے آیا اور ان نصرانیوں کو
پکڑ کر قتل کیا ——— اور حظیرہ دھات کا ——— اطراف مرقد منور میں بنا دیا ———

(۴) ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط شدید ہوا تھا ——— حضرت ام المؤمنین نے
فرمایا کہ مرقد منور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ——— آسمان کے درمیان جو
سقف (چھت ۱۲) ہے اس میں سوراخ کر دو تاکہ آسمان کا مواجہہ مرقد منور سے
ہو جائے ——— انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت بارش نازل ہو گی ———

اس طرح کیا ـــــ بمجرد ظہور مرقد منور کے ـــــ (یعنی محض روضۂ اطہر کے ظہور سے ۱۲) اس قدر بارش ہوئی کہ مخلوق مالا مال برکات ہو گئی ـــــ چنانچہ یہ سب امور کتب تواریخ میں مثل تاریخ ابن جوزی اور قرطبی وغیرہ بہ تفصیل مرقوم ہیں ـــــ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی جذب القلوب میں بھی نقل کیے ہیں۔[1]

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں

یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں مستند ما قال فی المواھب۔

وقد ذکر عن السلف والخلف الی ھلم جرًا عن جماعة کانوا یصدقون لھذا الحدیث۔ من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة انھم رأوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فی النوم فرأوہ فی الیقظة وسئلوہ عن اشیاء کانوا منھا متشوقین فاخبرھم بتفریجھا ونص لھم علی الوجوہ التی منھا یکون فرجھا فجاء الامر کذالک بلا زیادة ولا نقص ورأیت فی کتاب۔۔"المنح الالٰھیة فی مناقب السادات الوفائیة"

عن سیدی علی بن سیدی محمد وفا انہ قال فی بعض مشاھدہ کنت انا ابن خمس سنین اقرأ القرآن علی رجل یقال لہ الشیخ یعقوب فاتیتہ یومًا فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقظة لا نوماً وعلیہ قمیص ابیض قطن یقرأ علیہ سورة "والضحیٰ" وصحبہ دفیق لہ وھو یلوی شدقیہ بالامالة ورفیقہ یضحک

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۳۸۔۳۹

اعجابا فرأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقظۃً لا مناما وعلیہ قمیص ابیض فقال اقرأ فقرأت علیہ سورۃ والضحیٰ والم نشرح ثم غاب عنی۔

فلما بلغت احدی وعشرین سنۃ احرمت لصلوۃ الصبح بالقرأۃ فرأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبالۃ وجھی فعانقنی فقال لی واما بنعمۃ ربک فحدث فاوتیت لسانہ من ذالک الوقت [1]

[سلف سے لے کر خلف تک چلے آئے ہر دور میں) ایک جماعت اس حدیث من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ (جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا) کی تصدیق کرتی رہی ــــ بے شک جن لوگوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا پھر انھوں نے بیداری میں بھی دیکھا۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسی چیزوں کے متعلق دریافت کیا جن میں وہ متردد تھے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد و اطلاع سے ان کی تشویش دور کردی اور ان کے لیے ایسی وجوہ کی تصریح فرمادی جن سے ان کی تشویش کا ازالہ ہو ــــ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بلا کم و کاست اسی طرح وہ امور واقع ہوئے۔ ۱۲ رضوی]

صاحب مواہب لدنیہ شریف فرماتے ہیں :-

[میں نے کتاب سح الالٰہیہ فی مناقب السادات الوفائیہ" میں سیدی

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی ۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۱۲

علی بن سیدی محمد دفلسے مروی دیکھا۔ انھوں نے اپنے بعض شہادت میں فرمایا:

میری عمر پانچ سال کی تھی تو میں شیخ یعقوب کے پاس قرآن کریم پڑھتا تھا۔ ایک روز میں شیخ یعقوب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے پاس سورۂ والضحیٰ پڑھ رہے ہیں اور ان کے ایک دوست املا کرتے ہوئے اپنے جبڑوں کو موڑ رہے ہیں اور ان کے ایک دوست تعجب سے ہنس رہے ہیں —— پس میں نے اچانک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفید قمیص میں ملبوس بیداری کی حالت میں دیکھا نہ کہ سونے کی حالت میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا قراءت کرد۔ میں نے سورۂ والضحیٰ اور الم نشرح کی تلاوت کی پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے غائب ہو گئے۔

پھر جب میری عمر اکیس ۲۱ سال کی ہوئی تو ایک روز میں نے فجر کی نماز کی تحریمہ قراءت کے ساتھ باندھی۔ اچانک میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سامنے دیکھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے معانقہ کیا اور مجھ سے فرمایا واما بنعمة ربك فحدث —— پس اسی وقت سے مجھے ان کی زبان آگئی۔ ۱۲ رضوی

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں تنقیص کفر ہے

فعلِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بری حرکت کہنا موجب ہے تنقیصِ شانِ حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے —— اور بہ اجماعِ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفر ہے [1]

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۴۵

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین مومن ہیں

جو حدیث در باب ایمان لانے والدین شریفین... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ـــــــ نزدیک اکثر محققین کے صحیح ہے [۱] (یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے حضور کے والدین کو زندہ فرما دیا، انھوں نے زندہ ہو کر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا، ایمان لانے کے بعد پھر ان دونوں نے وصال فرمایا۔)

سبِّ شیخین کفر ہے

سبِّ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کفر ہے ـــــــ اور سبِّ دیگر صحابہ فسق

قال فی الدر المختار

مَنْ سَبَّ الشیخین او طعن فیھما کفر و لا تقبل توبتہ

و اخذہ الدبوسی وھو المختار للفتاوی انتھی

[جو شخص امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق و امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا تبرا کرے وہ کافر ہے۔ اس کی توبہ مقبول نہیں۔ اسی کو دبوسی نے لیا اور یہی مختار فتاوی ہے۔ ۱۲ رضوی]

تفصیل اس کی دراز ہے ـــــــ مجمل یہ ہے کہ سبِّ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما راجع ہے (لعنت کرنے والا) طرف انکارِ صحابیت ان کی کے (ان کی صحابیت کے انکار کی طرف ۱۲) ـــــــ اور انکارِ استحقاقِ خلافت ان کی کے ـــــــ جو ثابت ہے بالاجماع (اجماع سے ۱۲) ـــــــ اور منجملہ ضروریاتِ دین سے ہے ـــــــ پس انکار اس کا موجب کفر ہے ـــــــ بخلاف سب صحابہ اخریٰ کے ـــــــ اور قبول توبہ اس کی میں اختلاف ہے۔ صحیح اور محقق عند الحنفیہ یہ ہے (دوسرے صحابہ کرام) کہ توبہ اس کی مقبول ہے

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۳۱

وللتفصیل محل آخر [۱]
تفصیل کے لیے دوسرا مقام ہے ۱۲

میلادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں جائز ہے

مسجد میں ذکرِ ولادت شریف جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا جائز ہے ——— اس واسطے کہ میلاد شریف مشتمل ہوتا ہے اوپر معجزات ——— اور آیات بینات ——— اور مدح جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ——— پس ایسا ذکر بارہا بحضور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسجد شریف نبوی میں ہوا ——— اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے۔

چنانچہ قصیدہ بانت سعاد اور قصائد حسان بن ثابت بارہا مسجد شریف میں پڑھے گئے ہیں ——— بلکہ واسطے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منبر رکھا گیا تھا جس پر بیٹھ کر قصائدِ مدحِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ——— اور ہجوِ کفارِ اشرار پڑھتے تھے۔ [۲]

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۶۵

توضیح: خاص حضرات شیخین پر تبرا کے کفر ہونے کی دلیل کا ان جملوں میں افادہ فرمایا ہے کہ شیخین کو گالی دینا، ان کی صحابیت اور ان کے مستحقِ خلافت ہونے سے انکار پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ ان کا صحابی اور مستحقِ خلافت ہونا اجماعِ مسلمین سے ثابت ہے یہاں تک کہ یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے اور ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک امر کا بھی انکار کفر ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شاتمِ شیخین کی توبہ مانی جائے گی یا نہیں۔ اس سلسلہ میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے یہاں صحیح اور محقق یہ ہے کہ ایسا شخص اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ مانی جائے گی اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اجمالی اور مختصر بیان ہے۔ تفصیل دوسری جگہ ہے۔ ۱۲ رضوی

[۲] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۴۴

میلاد شریف کے لیئے دن متعین کرنا، لوگوں کو جمع کرنا اور اختتام پر شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے

قیام کرنا وقتِ ذکرِ ولادت سراپا برکت حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ـــــ اور تعین روز واسطے فاتحہ کے کرنا اور لوگوں کو مجتمع کرنا ـــــ اور وقت اختتام کے شیرینی تقسیم کرنا ـــــ جائز ہے بلکہ قیام مذکور مستحب اور مستحسن ہے ـــــ اقوالِ علماءِ محققین اور ادلہ و براہین اس کی کثیر ہیں اور طویل۔ فتاویٰ بہت مبسوط راقم الحروف نے اس باب میں لکھے ہیں، جس کو تفصیل منظور ہو ان کو دیکھے۔ [۱]

میلادِ پاک میں ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا مستحب ہے

درمیان ذکرِ ولادت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے کھڑا ہونا مستحب ہے ـــــ اس واسطے کہ اس پر اجماع علماءِ حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کا ہے ـــــ اور جو مانعین لکھتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے علمائے مجتہدین، صحابہ اور تابعین سے، یہ بات اُن کی ـــــ دین کی برباد کرنے والی ہے اور بہت غلط ہے ـــــ اس واسطے بہت مسئلے ہیں کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ اور مجتہدین کے وقت میں نہیں ہوئے ہیں ـــــ لیکن اب یا واجب ہیں یا مستحب یا مباح ـــــ چنانچہ تقلید خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علماءِ متاخرین کے واجب ہے ـــــ حالانکہ حنفی اور شافعی وقت پیغمبر خدا کے نہ تھے ـــــ نہ ایک امام دوسرے کے وقت میں تھا ـــــ اور اسی طرح علمِ فقہ اور اصول کا پڑھنا فرضِ کفایہ ہے ـــــ اور اسی طرح علمِ صرف اور نحو کا واجب ہے ـــــ حالانکہ کوئی اس زمانہ میں نہیں پڑھتا تھا ـــــ اور جمع کرنا

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی ۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۴۳-۴۴-۴۴

ہدایہ اور صحیح بخاری کا ـــــ یا نوکری قرآن پڑھانے کی ـــــ یا قرآن کا بیچنا ـــــ اور خاندان قادریہ اور چشتیہ ـــــ اور دستار واسطے علماء کے کفن میں مستحب ہے جیسے شرح وقایہ میں مذکور ہے ـــــ اور نام اہلِ سنت وجماعت کا ـــــ یہ سارے (کام) پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت میں اور صحابہ کے وقت میں نہ تھے

بلکہ اگر مانعیں یوں پوچھیں کہ ـــــ علماء نے مستحب لکھا ہے یا واجب تو اس کا یہ جواب ہے کہ تمام فقہائے حنفیہ اور شافعیہ اس کو اپنی کتابوں میں مستحب لکھتے ہیں ـــــ اور حنبلیہ اس کو واجب لکھتے ہیں ۔ [1]

نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے

سوال:- بعدِ نمازِ فرض کوئی شخص یا چند اشخاص درود شریف پڑھتے ہوں اس طرح پر

صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

اس کے واسطے کیا حکم ہے ـــــ درست یا نادرست ؟

جواب:- درود شریف "صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" پڑھنا درست ہے ۔ [2]

اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سُن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے

انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا ، وقت کہنے مؤذن کے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی ۔ فتاوی ارشادیہ جلد اول ص ۴۵

[2] " " " " ص ۸۲

رَسُوْلُ اللّٰہِ" مستحب ہے۔

نقل فی ردالمحتار

یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیک یا رسول اللّٰہ وعند الثانیۃ منہا قرۃ عینی بک یا رسول اللّٰہ ــــــ ثم یقول اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین کذا فی کنز العباد

و فی کتاب الفردوس

من قبل ظفری ابہامیہ عند سماع اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ عن المقاصد الحسنۃ للسخاوی انتہی لہ

علامہ شامی علیہ الرحمۃ والرضوان ردالمحتار شرح درمختار میں فرماتے ہیں کہ

[اذان کی پہلی شہادت کے سنتے پر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور دوسری شہادت کے سننے پر قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔]

اور کتاب الفردوس میں ہے کہ

[جو شخص اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا اور اس کو جنت کی صفوں

لہ (الف) فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۸۲ (ب) ردالمحتار شرح درمختار ج ۱ ص ۲۷۰

میں داخل کردوں گا۔ ۱۲ رضوی]

نام عبد النبی یا عبد المصطفیٰ رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

سوال :- نام عبد النبی یا عبد المصطفیٰ رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- عبد النبی نام رکھنا جائز ہے ـــــ اس لیے کہ عبد یہاں معنی مملوک میں ہے ـــــ اور اضافت عبد کی طرف عبد اللہ کے اسامی (ناموں) میں تقریراً ثابت ہے ـــــ اس لیے کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث ـــــ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے تھے ـــــ اور صحابی تھے اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام نہ بدلا ـــــ اور مسلم نے انھیں سے روایت کی ہے۔

عن عبد المطلب بن ربیعة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان ھذہ الصدقات انما ھی اوساخ الناس و انھا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواہ مسلم ومشکوٰۃ[1]

لفظِ سلام غیر نبی کے لیے متابعتِ نبی میں جائز ہے

سوال :- لفظ علیہ السلام سوائے انبیاء کے کس کو چاہیے؟

جواب :- لفظ سلام کا ـــــ سوائے انبیاء کے اور ملائکہ کے (دوسرے کے واسطے) بولنا مکروہ ہے مگر متابعتِ نبی[2] (صلی اللہ علیہ وسلم)

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی پکی قبریں اور گنبد بنانا جائز ہے

سوال :- قبر پختہ بنانا انبیاء علیہم السلام اور اولیاءِ کرام کی ـــــ اور گنبد اٹھانا

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی: فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۳ [2] ایضاً ص ۷۷

درست ہے یا نہیں ؟

جواب : بعض روایاتِ فقہاء سے جواز سمجھا جاتا ہے ـــــ واسطے امتیاز کے اور قبور سے۔ [1]

یارسول اللہ، یا علی، یا غوثِ اعظم دستگیر کہنا جائز ہے

سوال :- یارسول اللہ ـــ یا علی ـــ یا غوث الاعظم دستگیر اٹھتے بیٹھتے بجائے یا اللہ کے ـــ کہنا بنظرِ استمداد یا بطورِ محاورہ عادت کے جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- نفسِ ندا میں ممانعت نہیں، اگر بطورِ عادت یا تبرک ہو ـــــ اور بطرزِ استعانت اگر مستقل اعانت میں نہیں سمجھتا اور احتمال کرتا ہے کہ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو استطاعت دے اور میری مدد ان کی پیروی میں ہو تو یہ جائز ہے [2]

درودِ تاج کا پڑھنا جائز ہے

سوال :- درودِ تاج کا وظیفہ کرنا جس میں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافعِ البلاء والوباء والمرض والموت والقحط والالم وغیرہ لکھا ہے جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو کسی دوسرے درود کا جو احادیث سے ثابت ہوں اور ان میں اس قسم کے الفاظ نہ ہوں، پڑھنا افضل ہے یا اسی کا ؟

جواب :- پڑھنا درودِ تاج کا جائز ہے ـــــ اور وہ درود جو حدیثِ صحیح سے ثابت ہے پڑھنا اس کا افضل ہے درودِ تاج سے ـــــ بجہت تبرک الفاظِ حدیث کے۔

قال فی شرح المنیۃ

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی - فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۷۶ [2] ایضاً ص ۷۶

والاتیان بمانی الاحادیث الصحیحۃ اولی انتھی

شرحِ منیہ میں فرمایا:

[اور وہ درود جو احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے اس کا پڑھنا اولیٰ ہے ۱۲ رضوی]

نمازِ تراویح سُنّتِ مؤکدہ ہے

نمازِ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے ــــــ اور احادیثِ صحیحہ سے ــــــ اور اجماعِ صحابۂ کرام سے ــــــ سنت ہونا اس کا ثابت ہے۔

قال فی الدر المختار

التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین للرجال والنساء انتھی

[شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی قدس سرہٗ درمختار میں فرماتے ہیں: حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی مداومت سے مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے تراویح کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے۔ ۱۲ رضوی]

قال المحشی العلامۃ الشامی

صححہ فی الھدایۃ وھو المروی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ [1]

[درمختار کے محشی علامہ شامی قدس سرہٗ نے فرمایا: اسی کی تصحیح شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی قدس سرہٗ نے ہدایہ میں کی ہے اور یہی امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۱۲ رضوی]

قراءت فاتحہ خلف الامام ناجائز ہے

جو شخص امام کے پیچھے الحمد شریف نہ پڑھے مذہب حنفی میں نماز اس

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۵۵

کامل ہے ـــــ کچھ نقصان نماز میں نہیں ـــــ البتہ پڑھنے میں الحمد کے نماز ناقص اور مکروہِ تحریمی ہے ـــــ بلکہ فقہاء کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے۔

قال فی الدر المختار

المؤتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا فان قرأ کرہ تحریما

[علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی قدس سرہٗ درمختار میں فرماتے ہیں: مقتدی سورۂ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قراءت نہیں کرے گا اور اگر اس نے قراءت کی تو مکروہِ تحریمی ہوگا۔ ۱۲ رضوی]

وفی درر البحار عن مبسوط خواھر زادہ

انھا تفسد ویکون فاسقا وھو مروی عن عدۃ من الصحابۃ [1]

[اور درر البحار میں خواہرزادہ کی مبسوط سے منقول ہے بے شک نماز فاسد ہو جائے گی اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنے والا فاسق ہوگا اور یہی مروی ہے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے۔ ۱۲ رضوی]

آمین آہستہ پکارنا چاہیے۔ زور سے پکارنا خلاف سُنّت ہے

جو شخص آمین زور سے نہ پکارے تو اس کا ثواب کم نہیں ہوتا ـــــ البتہ اگر آمین زور سے پکارے تو عند الحنفیہ (حنفیہ کے نزدیک ۱۲) خلافِ سنت ہے اور ثواب کم ہوتا ہے۔

قال فی الفتاوی العالمگیری

سنتھا رفع الیدین للتحریمۃ ونشر اصابعہ وجھر

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم ص ۷۱

الامام بالتکبیر والثناء والتعوذ والتسمیۃ والتامین سراً انتہیٰ

[فتاویٰ عالمگیری میں فرمایا:
نماز کی سنت تکبیر تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا اور اپنی انگلیوں کا پھیلانا اور امام کا بلند آواز سے تکبیر کہنا اور ثناء اور تعوذ اور تسمیہ اور آمین آہستہ پڑھنا۔ ۱۲ رضوی]

وقال فی الدر المختار
وَاَمَّنَ الْاِمَامُ سِرًّا کما موم ومنفرد [1]

[شیخ علاء الدین محمد بن علی مصکفی قدس سرہ نے درمختار میں فرمایا:
امام آہستہ آمین کہے جیسے مقتدی اور منفرد ۱۲ رضوی]

التحیات میں انگشت شہادت اٹھانا مستحب ہے

التحیات میں انگشت شہادت اٹھانا مستحب ہے ـــــ اور کلمہ لَا اِلٰہَ پر اٹھانا اور اِلَّا اللّٰہُ پر انگشت گرا دینا چاہیے ـــــ اور بعد میں اس کے ہاتھ کو کھول دینا چاہیے اخیر تک فقط [2]

مصافحہ بعد نماز فجر و عصر وغیرہا جائز ہے

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس باب میں کہ مصافحہ بعدِ نمازِ فجر یا عصر وغیرہا کے ـــــ جیسے کہ بعض ملکوں میں مسلمانوں کے درمیان مروج ہو گیا ـــــ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ مصافحہ بلا تعین ایک ـــــ سوا دوسرے وقت کے ـــــ

---

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم ص ۷۱ [2] ایضاً جلد اول ص

جائز ہے — یعنی جس وقت جس نماز کے بعد چاہے مصافحہ کرے۔
کمافی الدر المختار فی باب الاستبراء
کالمصافحۃ ای کما تجوز المصافحۃ لانہا سنۃ
قدیمۃ متواترۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ
واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایہ و
النقایۃ والمجمع والملتقی وغیرہا یفید جوازہا
مطلقا ولو بعد العصر انتہی بقدر الحاجۃ [۱]
جیساکہ درمختار باب الاستبرا میں ہے کالمصافحۃ (مثل مصافحے کے) یعنی جیسے مصافحہ جائز ہے اس لیے کہ وہ سنتِ قدیمہ متواترہ ہے۔
سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان من صافح
اخاہ المسلم وحرک یداہ تناثرت ذنوبہ (یعنی جو
شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے مصافحہ کرے ہاتھ کو جھٹکا دے،
اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں) سے ثابت ہے۔
اور مصنف علیہ الرحمہ کا درر، کنز، وقایہ، نقایہ، مجمع لمتقی وغیرہا
کی متابعت میں مطلق بیان کرنا علی الاطلاق مصافحہ کے جواز کا فائدہ دیتا
ہے اگرچہ نماز عصر کے بعد ہو۔ ۱۲ رضوی]

معانقۂ عیدین جائز ہے

معانقۂ عیدین — جس کو مسلمانوں نے زیادتِ محبت و مودت کے لیے اختیار
کیا ہے — جائز و مباح ہے — اور اس کے جواز کی سند عام فقہا کے اقوال ہیں [۲]

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم ص ۷۱، ۷۲ [۲] ایضاً ص ۷۲

پنجشنبہ کو رُوحیں گھر میں آتی ہیں

سوال :- پنجشنبہ کو روحیں گھر میں آتی ہیں یا نہیں ؟

جواب :- رُوحوں کا آنا کبھی کبھی اور پنجشنبہ کو امام غزالی علیہ الرحمہ نے اِحیاء العلوم میں ایک روایت سے نقل کیا ہے [۱]

حضرت عباس کی حاضری اور سبیل کا شربت جائز ہے

کھانا فاتحہ کا — جس کو حاضری حضرت عباس بھی کہتے ہیں اور محرم میں ہوتی ہے — شرعاً اس میں کچھ قباحت نہیں — اس لیے کہ مقصود اس سے یہ ہے کہ کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ محتاجوں کو دے کر — ثواب اس کا رُوحِ پُرفتوح حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیں — پس اس قدر میں کچھ ممانعتِ شرعی نہیں ، یہ فعل بھی جائز اور وہ کھانا بھی حلال ہے۔

اِسی طرح حال ہے شربت وغیرہ کا یعنی اگر خالصًا لوجہ اللہ تعالیٰ تقسیم کرکے ثواب اس کا رُوحِ پُرفتوح حضرت سید الشہداء کو پہنچا دیں تو اس میں مضائقہ نہیں ۔ [۲]

مجلسِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انعقاد درست ہے

سوال :- انعقادِ مجلسِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :- مجلس میں ذکر سچا — حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جائز ہے — بشرطِ اس کے کبھی بدعت راگ وغیرہ کا ارتکاب نہ ہو [۳]

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاوی ارشادیہ جلد اول ص ۷۷ [۲] ایضًا ص ۹۵ - ۹۶

[۳] ایضًا جلد اول ص ۷۷

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا بطورِ وظیفہ پڑھنا جائز ہے

سوال :- یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا ورد درست ہے یا نہیں؟

جواب :- پڑھنا جملہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا بطریق ورد کے جائز ہے۔ تفصیل ادلہ اس کی ہیں ایک رسالہ مطبوع مرسل ہے۔ [۱]
(اس مسئلہ کے جواز کی دلیلوں کی تفصیل میں ۱۲ چھپا ہوا ۱۲)

حضرتِ اعظم قدس سرہٗ کی گیارھویں شریف کرنا اور ختمِ غوثیہ پڑھنا جائز ہے

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ گیارہ تاریخ کو کرنا ——— اور ختمِ غوثیہ [۲] ، جملہ " یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ " کے ساتھ پڑھنا سب جائز ہے اور بطور تبرک اور عمل (ختم غوثیہ) کے پڑھنے میں قطعاً احتمالِ شرک و

---

[۱] مولانا : حسین مجددی ۔ فتاویٰ ارشد یہ جلد اول ص ۶۴ اور ۷۷

[۲] ختم غوثیہ ہر کام کے لیے مجرب ہے ۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نماز قضائے حاجت پورے اخلاص کے ساتھ پڑھے، ہر رکعت میں بعد الحمد ۱۱ بار سورۂ اخلاص پڑھے ——— بعد سلام درودِ غوثیہ ——— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ۱۱۱ بار ۔ کلمہ طیبہ ۱۱۱ بار ۔ سورۂ اخلاص ۱۱۱ بار ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ۱۱۱ بار ۔ پھر یہ اسماء گیارہ بار پڑھے یا شیخ محی الدین یا ولی یا سید یا سلطان یا بادشاہ یا مخدوم یا مولانا یا خواجہ یا محبوب یا محب الفقراء والمساکین یا غوث الثقلین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی اشفع یا ولی اللہ کن لی سندا بینی وبین اللہ ۔ پھر یا سیدی محی الدین اغثنی ۱۱۱ بار

طریقہ فاتحہ :- پھر اس ترتیب سے فاتحہ پڑھے ۔ اول ۱۱ بار درود غوثیہ پھر (باقی صفحہ پر)

کفر نہیں [1] ۱۲ رضوی

زندہ جانور پر کسی نبی یا ولی کا نام پکارا تو وہ حرام نہ ہوگا

اگر زندہ جانور پر کسی ولی یا نبی کا نام پکارا جیسے یہ مُرغ مثلاً حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ ۱۲ کا ـــــ تو وہ حرام نہ ہوگا ـــــ اس واسطے کہ اس صورت میں ذبح اس جانور کا واسطے تقرب حق تعالیٰ کے ہے ۔ اور مقصود نام لینے ان بزرگ سے ـــــ ایصالِ ثواب ہے رُوح ان بزرگ کو ۔

قال فی التفسیر الاحمدی

ومن ھٰھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ تعالیٰ علیھا وقت الذبح انتھی ۔

شیخ مُلّا جیون قدس سرہٗ نے تفسیراتِ احمدیہ میں فرمایا :

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ وہ گائے جو اولیاءِ کرام کی نذر ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ کا دستور ہے حلال پاکیزہ ہے کیونکہ ذبح کے

(بقیہ صـ۷۹) ۷ بار الحمد شریف، پھر ۷ بار سورۂ اخلاص، پھر ۱۱ بار درودِ غوثیہ شریف پڑھے ـــــ اور یہ عمل بروز اتوار بعدِ طلوعِ آفتاب کرے یا شبِ جمعہ میں پاک و صاف جگہ سفید چاندنی بچھائے اور اس پر حسبِ استطاعت ۱۱ اشرفی یا ۱۱ آنہ کی نیاز یعنی حلوا بنا کر پاس رکھے اور خوشبو وعطر وغیرہ ملے پھر پڑھنے میں مشغول ہو اور جس ترتیب سے اوپر بتایا ہے فاتحہ دے اور پھر اپنے مقصد کے لیے دُعا کرے ۔

نوٹ :- فقیرِ نوری اس عمل کی تعریف نہیں کر سکتا، بس لاجواب ہے، درودِ غوثیہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہے ۔

[1] مولانا ارشاد حسین مجددی ۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۵۵

وقت غیر خدا کا نام اس پر نہیں لیا جاتا۔ ۱۲ رضوی]

وقال فی المنھیۃ لہ

واما بحسب النذر نقل تقربات النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر الاولیاء ماول : بان النذر للہ تعالیٰ و ثوابہ لھم ۲؎

ملاجیون علیہ الرحمہ اس کے منہیہ میں افادہ فرماتے ہیں کہ :

اولیاء کی نذر کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ثواب کو ان کی روح پاک کو پہنچاتے اور نذر اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے نہ غیر اللہ کے واسطے۔ ۱۲ رضوی

مردے سنتے ہیں

سوال:۔ دربارہ سماع موتیٰ ـــــ حنفیہ رحمہم اللہ کیا فرماتے ہیں؟

جواب:۔ باب سماع موتیٰ میں ـــــ حنفیہ میں دو قول ہیں ـــــ اکثر مشائخ کے نزدیک نہیں سنتا ـــــ اور بعض کے نزدیک سماع ثابت ہے

قال فی فتح القدیر

عند اکثر مشایخنا المیت لا یسمع انتھیٰ

ہمارے اکثر مشائخ کے نزدیک مردہ نہیں سنتا ہے۔ ۱۲ رضوی

اور قول اکثر مشائخ کا منقوض ہے بہ احادیث صحیحہ
رد ۱۲ صحیح حدیثوں سے ۱۲ رضوی

منھا ما فی صحیح فی مسلم

ان المیت یسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا ۳؎

ان احادیث صحیحہ میں سے وہ حدیث بھی ہے جو صحیح مسلم شریف میں ہے ـــــ بے شک مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب لوگ میت کو دفن کرنے ـــــ

لہ منہیہ وہ حاشیہ جو مصنف خود اپنی کتاب کے تحت تحریر کرے چونکہ ایسے حواشی کے آخر میں لکھتے ہیں منہ (یعنی انہی کے قلم سے) اس لیے ایسے حاشیہ کو منہیہ کہتے ہیں ۔ ۱۲ رضوی

۲؎ مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۲۳ ۱۲ ۳؎ ایضاً جلد اول ص ۳۱

کے بعد واپس لوٹتے ہیں۔ ۱۲ (شہوی]

دفن میّت کے بعد قبر پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے

سوال :۔ میّت کے دفن کو قبرستان میں جاتے ہیں ــــ اور بعد دفن میت کے قبر پر فاتحہ پڑھ کر چالیس قدم چلتے ہیں ــــ اس کے بعد فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں ــــ کیونکہ اس طرف کا یہ رسم ہے کہ ــــ اوّل فاتحہ میّت کو دفن کر کے قبر پر پڑھتے ہیں ــــ اور دوسرا فاتحہ چالیس قدم چل کر قبرستان کی حد سے باہر نکل کر پڑھتے ہیں ــــ اور تیسرا فاتحہ خیر میّت کے مکان پر جاکر پڑھتے ہیں ــــ پس اس طریقہ کی فاتحہ میں کچھ قباحت ہے۔

جواب :۔ فاتحہ قبر میت پر اور پھر قبرستان سے چالیس قدم نکل کر ــــ اور پھر اقرباء میّت کے مکان پر پڑھنا ــــ شرع میں ممنوع نہیں ــــ البتہ ان خصوصیات کو سُنّت یا مستحب نہ سمجھنا چاہیے۔

میّت کے ساتھ قبر تک غلّہ اور کھانا لے جانا درست ہے

سوال :۔ میّت کے ساتھ قبر تک ــــ قسم غلّہ یا کھانا لے جانا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ خیرات کرنا جائز ہے خواہ ساتھ میّت کے ہو یا علیحدہ ہو۔ [۱]

تیجہ، دسواں اور چالیسواں جائز ہے

فاتحہ سوم دہم وغیرہ جائز ہے ــــ بدعت سیئہ نہیں ہے ــــ اس واسطے کہ یہ امور واسطے ایصالِ ثواب کے ہیں میّت کو ــــ اور تعین واسطے مصلحت اپنی کے ہے ــــ نہ باعتقاد سنیت وغیرہ ــــ پس جواز میں تردد نہیں۔

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۱۰۷ [۲] ایضاً ص ۷۷

قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر المختار

الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ماله جعل ثوابها لغیرہ
ای سواء کانت صلوٰۃ اوصوما اوصدقۃ او قراءۃ او
ذکرًا او طوافًا او حجًا او عمرۃً اوغیر ذالک انتھی

[علامہ شامی علیہ الرحمہ نے رد المحتار میں صاحب درمختار کے قول

الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ماله جعل ثوابها لغیرہ

(قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کا صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے غیر کو پہنچا سکتا ہے) کے تحت ارشاد فرمایا

خواہ وہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ ہو یا تلاوتِ قرآن ہو یا کوئی اور ذکر ہو یا طواف ہو یا حج ہو یا عمرہ ہو یا ان کے علاوہ کوئی نیک عمل ہو۔ ۱۲ رضوی]

وقال ایضًا

من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیرہ من
الاموات والاحیاء جاز انتھی

[نیز علامہ شامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسی رد المحتار میں فرمایا

جو شخص روزہ رکھے، نماز پڑھے، صدقہ وخیرات کرے اور اس کا ثواب کسی مردے یا زندہ کو بخش دے تو یہ جائز ہے۔ ۱۲ رضوی]

سوال:۔ تیجہ اور دسویں اور چہلم کا اجتماع جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اجتماعِ سوم، چہلم وغیرہ جائز ہے۔ لـه

ڈھولک وغیرہ پر راگ سننا حرام ہے

سوال:۔ ڈھولک وغیرہ پر راگ سننا کیسا ہے، آیا جائز ہے یا حرام؟

۲۴۲

لـه (الف) مولانا ارشاد حسین مجددی فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۴۴ (ب) رد المحتار جلد دوم ص

لـه 〃 〃 ص ۱۱۲

جواب :- ڈھولک وغیرہ کے ساتھ راگ سننا حرام ہے۔ ل۱

جو تقریبات منکرات اور رسومات ممنوعہ پر مشتمل ہوں ان میں شرکت درست نہیں

جو تقریبات شادی یا غم بانضمام منکرات و رسوم ممنوعہ ـــــ خواہ اہلِ قرابت نسبیہ ـــــ یا صہریہ میں ہو ـــــ یا اغیار میں ـــــ اور قبل جانے کے علم ارتکاب منکرات کا آجائے۔ ـــــ تو اس تقریب میں نہ خود جانا چاہیے اور نہ اپنے متعلقین کو ـــــ (منکرات کے کرنے کا علم ۱۲) جو اس کے اختیار میں ہیں چھوڑنا چاہیے ـــــ اور اگر باوصف معلوم ہونے ارتکاب منکرات کے ـــــ خود اس تقریب میں جائے گا یا اپنے متعلقین کو جانے دے گا (منکرات کے کرنے کا علم ہونے کے باوجود) ـــــ تو یہ شخص گنہگار ہوگا لیکن ظاہر یہ ہے کہ گناہِ صغیرہ ہو ـــــ اور عجب نہیں کہ بعض صورتوں میں مفضی الی الکبیرہ ہو جائے (گناہ کبیرہ تک لے جانے والا ۱۲) ـــــ اور اگر قبل جانے کے علم ارتکاب منکرات کا نہیں آیا تھا ـــــ اور یہ شخص اس میں جا پھنسا تو پھر اگر یہ شخص مقتدیٰ ہے (پیشوا) تو اس کو برتقدیر عدم قدرت علی المنع (منع کرنے کی قدرت نہ رکھنے کی صورت میں ۱۲) کے وہاں سے چلا آنا چاہیے ـــــ اور مقتدیٰ نہیں ہے اور فعل منکر محلِ جلوس میں ہے ـــــ جب بھی چلا آئے ـــــ اور اگر محلِ جلوس میں نہیں ہے ـــــ علیحدہ ہے ـــــ تو بقدر کھانا کھانے کے اس میں شریک ہو ـــــ اور زیادہ نہ ٹھہرے ـــــ اور اس حکم میں مسلمان خود اور اس کے متعلقین جو اس کے اختیار میں ہیں سب برابر ہیں ـــــ اور بہ رعایت صلۂ رحم کے ـــــ ارتکاب ان امور کی اجازت نہیں معلوم ہوتی البتہ اگر ارتکاب منکرات (صلۂ رحم کی رعایت کی وجہ سے ان امور کے کرنے کی ۱۲) مکان علیحدہ میں ہو ـــــ اور مکان جلوس اس شخص کا علیحدہ ہو ـــــ تو رعایتِ صلۂ رحم کا مضائقہ نہیں معلوم ہوتا۔ ل۲

بدعت کی قسمیں اور ان کے احکام

جو امر جدید (نیا کام ۱۲) جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت نہیں ہوا ـــــ

ل۱ مولانا ارشاد حسین مجددی۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۷۷ ل۲ ایضاً ص ۱۳۱-۱۳۲

اور صلحائے امت نے اس کو نکالا ـــــ وہ امر واجب ہے ـــــ یا حرام یا مباح ـــــ یا مکروہ۔

"جامع الکلم" میں شیخ علی متقی نے ـــــ اور امام برکلی نے "طریقہ محمدیہ" میں اور مناوی نے "شرح جامع صغیر" میں لکھا ہے اور عبارت جامع الکلم کی یہ ہے:

البدعة منقسمة الیٰ واجبة ومحرمة ومباحة ومکروهة والطریق فی ذالك ان تعرض البدعة علیٰ قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب ـــ فهی واجبة او فی قواعد التحریم فمحرمة او فی الندب فمندوبة او المکروهة فمکروهة انتهی المختصرًا

بدعت کی چار قسمیں ہیں واجب[۱]، محرمہ[۲]، مباحہ[۳]، مکروہہ[۴]۔ ان کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کو قواعد شرع پر پیش کیا جائے۔

اگر بدعت وجوب کے قواعد میں داخل ہو تو واجبہ اور قواعد تحریم میں داخل ہو تو محرمہ اور قواعد ندب میں داخل ہو تو مباحہ اور قواعد کراہت میں داخل ہو تو مکروہ ۱۲ فوزی

مثل بدعت واجبہ کی علم اصول فقہ اور علم نحو و کلام وغیرہ ـ اور مثل بدعت محرمہ کی تعزیہ داری اور جبریہ وغیرہ ـــــ اور مثل بدعت مستحبہ کی بنانا مدارس اور خانقاہ اور پل وغیرہ کا اور مثل بدعت مکروہ رنگین کرنا دیواریں مسجد کی ـــ اور مثل بدعت مباحہ کی اچھے کھانے کھانا اور اچھے کپڑے پہننا

پس جو امر نکالا ہوا سلف صالحین کا واجب ہے ـ تارک (چھوڑنے والا ۱۲) اس کا فاسق ہے اور ہر مرتکب (کام ۱۲) حرام اور مکروہ تحریمی کا بھی فاسق ہے ـــ اور لائق سزائے شرعی ـــ اور مرتکب حرام ـــ اور سزا ـــ اور تعزیر اس کی جو کچھ شرع میں ثابت ہے حاکم مسلم جاری کرے۔

اور مباح اور مستحب کا تارک مستحق مذمت نہیں ـــ حاصل یہ کہ جو حال تارک یا فاعل (چھوڑنے والے یا کرنیوالے ۱۲) اور کسی امر واجب اور حرام اور مستحب اور مباح اور مکروہ کا ہے

وہی حال تارک یا فاعل اس امر جدید کا ہے۔[۱]
اس نئے کام کے کرنے یا چھوڑنے والے کا ہے ۱۲

---

[۱] مولانا ارشاد حسین مجددی ـ فتاوی ارشادیہ جلد اول ص ۴۸ تا ۴۹

کتابیات

قرآن کریم

٢- احیاء العلوم — حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن غزالی قدس سرہٗ

٣- ارشاد الصرف — مولانا محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ

٤- انوار ساطعہ — مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری قدس سرہٗ

٥- انوار العارفین — حافظ محمد حسین مراد آبادی قدس سرہٗ

٦- تاریخ ابن جوزی و قرطبی — علامہ ابن جوزی

٧- تحفۃ العلماء — مولانا سکندر علی خالص پوری قدس سرہٗ

٨- تذکرہ علماءِ اعظم گڑھ — مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی

٩- تذکرہ علماءِ اہلِ سنت — مولانا محمود احمد قادری

١٠- تذکرہ علماءِ حال — مولوی محمد ادریس نگرامی

١١- تذکرہ کاملانِ رام پور — حافظ احمد علی خاں شوق رام پوری قدس سرہٗ

١٢- تذکرہ محدثِ سورتی — خواجہ رضی حیدر

١٣- التعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی — علامہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ

١٤- تفسیرِ احمدی — شیخ احمد الشہیر بہ ملا جیون قدس سرہٗ

١٥- جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد — علامہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ

١٦- جذب القلوب — شیخ عبد الحق بخاری محدث دہلوی قدس سرہٗ

١٧- الحق المبین — علامہ سعید احمد کاظمی ملتانی قدس سرہٗ

١٨- حیاتِ شبلی — مولوی سید سلیمان ندوی

١٩- درِ مختار — شیخ علاء الدین محمد علی حصکفی قدس سرہ

۲۰-	درر بحار	
۲۱-	ردالمحتار	سید محمد امین المشہور بابن عابدین شامی قدس سرہٗ
۲۲-	روح البیان	علامہ شیخ محمد اسمٰعیل حقی قدس سرہٗ
۲۳-	السابق واللاحق	خطیب بغدادی
۲۴-	سیرت امیر ملت	مولانا سید اختر حسین نقشبندی جماعتی
۲۵-	شرح مواقف	سید سند قدس سرہٗ
۲۶-	شفا شریف	امام قاضی ابوالفضل عیاض قدس سرہٗ
۲۷-	الصوارم الہندیہ	مولانا حشمت علی خاں قادری رضوی پیلی بھیتی قدس سرہٗ
۲۸-	طرب الکرام	مولانا نورالحسین فاروقی رامپوری قدس سرہٗ
۲۹-	عقائد نسفی	ابوحفص عمر بن محمد نسفی قدس سرہٗ
۳۰-	فتاویٰ ارشادیہ جلد اول، دوم	مولانا محمد ارشاد حسین مجددی رامپوری قدس سرہٗ
۳۱-	فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم	امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ
۳۲	فتاویٰ عالمگیری	مرتب کنانیدہ شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہٗ
۳-	فتح القدیر	شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المشہور بابن الہمام قدس سرہٗ
	فردوس	
۳۵	فقیہ اسلام	ڈاکٹر حسن رضا خاں پی ایچ ڈی پٹنہ
۳۶-	فہرست مخطوطات	مولوی امتیاز علی خاں عرشی۔ ڈائرکٹر رضا لائبریری رامپور
۳۷-	کنزالایمان	امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ
۳۸-	کنزالدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی قدس سرہٗ
۳۹-	کنزالعباد	
۴۰-	مبسوط	تحریر رہبر حنفی امام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہٗ
۴۱	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن بن محمد سلیمان المدعو شیخ زادہ قدس سرہٗ

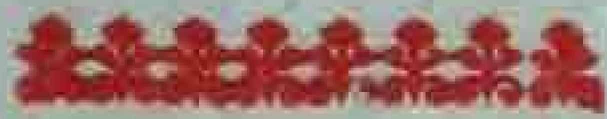
۴۲۔ مسلم شریف — ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری قدس سرہٗ
۴۳۔ مشایخِ نقشبندیہ مجددیہ — مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی قدس سرہٗ
۴۴۔ معارفِ عنایتیہ — مولانا حامد علی خاں نقشبندی
۴۵۔ معجم طبرانی — ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی قدس سرہٗ
۴۶۔ مفید المفتی — مولوی عبد الاول جونپوری
۴۷۔ مقاماتِ ارشادیہ — مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی رامپوری قد...
۴۸۔ مقاماتِ سعیدیہ — مولانا محمد مظہر نقشبندی رامپوری ثم المدنی قدس سرہ...
۴۹۔ مقدس خاتون — مولانا سید آلِ مصطفےٰ مارہروی قدس سرہٗ
۵۰۔ ملتقی الابحر — شیخ زین العابدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم قدس سرہ...
۵۱۔ المنح الالٰہیہ
۵۲۔ منہیہ — شیخ احمد الشہیر بہ ملا جیون قدس سرہٗ
۵۳۔ مواہب لدنیہ
۵۴۔ نزہۃ الخواطر — مولوی عبد الحی رائے بریلوی
۵۵۔ نقایہ
۵۶۔ وقایہ
۵۷۔ ہدیہ احمدیہ — شیخ ابو الخیر مکی قدس سرہٗ

رسائل واخبارات

۵۸۔ ماہنامہ حجاز جدید دہلی۔ جنوری سنہ ۱۹۸۹ء
۵۹۔ ہفت وار دبدبۂ سکندری رامپور۔ ۱۲؍ اگست سنہ ۱۹۴۰ء
۶۰۔ الفقیہ۔ امرتسر۔ ۲۱؍ اگست سنہ ۱۹۴۵ء
۶۱۔ ماہنامہ فیض الرسول۔ نومبر سنہ ۱۹۴۰ء
۶۲۔ ماہنامہ معارف۔ اعظم گڑھ سنہ ۱۹۳۰ء

الجامعۃ الاسلامیہ کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیجئے

امداد کے طریقے



(۱) آپ اپنے نام سے کمرے کی تعمیر کرا دیں (۲) اپنے والد اور والدہ یا کسی مرحوم کے نام ایصال ثواب کی نیت سے ایک کمرے کی تعمیر کرا دیں (۳) اگر آپ خود کمرہ نہ بنوا سکیں تو چند حضرات مل کر تعمیر کرا دیں (۴) تعمیر میں اینٹ، سیمنٹ، سریہ، دروازہ، جنگلہ یا اس کی قیمت عنایت فرما دیں (۵) آپ نصف یا چوتھائی کمرے کی رقم عنایت فرمائیں (۶) جامعہ کی رسید بک لے کر ایک کمرے کی تعمیر کے لیے رقم فراہم کر دیں (۷) تعمیری فنڈ میں حصہ لینے کے لیے لوگوں کو آمادہ کر کے اس تعمیری پروگرام کو کامیاب بنائیں (۸) جس وقت جامعہ کا وفد یا کوئی فرد تعمیری یا تدریسی فنڈ کے لیے آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ خود بھی دل کھول کر حصہ لیں اور اپنے حلقۂ اثر سے بھی دلائیں۔ نوٹ: ایک کمرے کی تعمیر کے اخراجات کا تخمینہ پندرہ ہزار روپے رکھا گیا ہے جس پر کمرہ بنوانے والے کے نام کی تختی لگوائی جائے گی۔

یہ تعمیر درحقیقت اسلامی نسل کی تعمیر ہے۔ پروردگار عالم تمام مسلمانوں کو اس عظیم دینی و ملی کام میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جملہ خط و کتابت و ارسال زر کا پتہ

۲۴۴۹۰۱

ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور یوپی